﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد12 | 25/ربیع الثانی 1426 ہجری قمری ❁ 03/احسان 1384 ہجری شمسی | جمعۃ المبارک 03/جون 2005ء | شمارہ 22

حصول تقویٰ کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے میرے رب مجھے اپنا شکر گزار، اپنا ذکر کرنے والا، اپنے سے ڈرنے والا اور اپنا کامل اطاعت گزار اور اپنے حضور عاجزی کرنے والا بنادے''۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبیؐ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں۔ اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔

جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ ﴿آخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ﴾ میں داخل ہوتے ہیں، اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اُتار دیں اور اپنی ساری توجہ خدا تعالیٰ کی طرف کریں۔

''آج دو قسم کے شرک پیدا ہو گئے ہیں جنھوں نے اسلام کو نابود کرنے کی بیحد سعی کی ہے. اور اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل نہ ہوتا تو قریب تھا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ دین کا نام ونشان مِٹ جاتا۔ مگر چونکہ اُس نے وعدہ کیا ہوا تھا ﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ﴾ (الحجر:10)۔ یہ وعدہ حفاظت چاہتا تھا کہ جب غارت گری کا موقعہ ہو، تو وُہ خبر لے۔ چوکیدار کا کام ہے کہ وُہ نقب دینے والوں کو پوچھتے ہیں۔ اور دُوسرے جرائم والوں کو دیکھ کر اپنے منصبی فرائض عمل میں لاتے ہیں۔ اسی طرح پر آج چونکہ فتن جمع ہو گئے تھے اور اسلام کے قلعے پر ہر قسم کے مخالف ہتھیار باندھ کر حملہ کرنے کو تیار ہو گئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ منہاج نبوّۃ قائم کرے۔

یہ مواد اسلام کی مخالفت کے دراصل ایک عرصہ دراز سے پک رہے تھے اور آخر اب پھوٹ نکلے۔ جیسے ابتداء میں نُطفہ ہوتا ہے اور پھر ایک عرصہ مقررہ کے بعد بچہّ بن کر نکلتا ہے اسی طرح پر اسلام کی مخالفت کے بچہّ کا خُروج ہو چکا ہے اور اب وہ بالغ ہو کر پورے جوش اور قوّت میں ہے۔ اس لئے اس کو تباہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے آسمان سے ایک حربہ نازل کیا اور اس مکروہ شِرک کو جو اندرونی اور بیرونی طور پر پیدا ہو گیا تھا، دُور کرنے کے لئے اور پھر خدا تعالیٰ کی توحید اور جلال قائم کرنے کے واسطے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اور مَیں بڑے دعوے اور بصیرت سے کہتا ہوں کہ بے شک یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کو قائم کیا ہے جیسا کہ اس نے اپنی تائیدوں اور نُصرتوں سے جو اس سلسلہ کے لئے اس نے ظاہر کی ہیں، دکھا دیا ہے۔ .... اللہ تعالیٰ کا ہر صدی کے سر پر مُجدّد کے مبعوث کرنے کا وعدہ الگ ہے۔ قرآن شریف اور اسلام کی حفاظت اور نُصرت کا وعدہ الگ۔ زمانہ بھی حضرتؐ کے بعد مسیح کی آمد کے زمانہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔ جو نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موعود کے آنے کے مقرر کیے ہیں وُہ پُورے ہو چکے ہیں تو پھر کیا اب تک بھی کوئی مُصلح آسمان سے نہیں آیا؟ آیا اور ضرور آیا اور خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق عین وقت پر آیا۔ مگر اس کی شناخت کرنے کے لئے ایمان کی آنکھ کی ضرورت ہے۔''

''پھر عقلمند کو ماننے میں کیا تامّل ہو سکتا ہے جب وہ ان تمام اُمور کو جو بیان کیے جاتے ہیں، یکجائی نظر سے دیکھے گا۔ اب میرا مدّعا اور منشاء اس بیان سے یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں. اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہؓ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجاوے۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں چونکہ وہ آخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ میں داخل ہوتے ہیں، اس لئے وہ جھوٹے مشاغل کے کپڑے اُتار دیں اور اپنی ساری توجہّ خدا تعالیٰ کی طرف کریں۔ فَیۡج اَعۡوَج (ٹیڑھی فوج) کے دُشمن ہوں۔ اسلام پر تین زمانے گزرے ہیں. ایک قُرون ثلاثہ۔ اس کے بعد فیج اعوج کا زمانہ جس کی بابت رُسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمادیا کہ لَیۡسُوۡا مِنِّیۡ وَلَسۡتُ مِنۡھُمۡ یعنی نہ وُہ مجھ سے ہیں اور نہ مَیں اُن سے ہوں۔ اور تیسرا زمانہ مسیح موعود کا زمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہی کے زمانہ سے ملحق ہے بلکہ حقیقت میں یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا زمانہ ہے. فیج اعوج کا ذکر اگر رُسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نہ بھی فرماتے تو یہی قرآن شریف ہمارے ہاتھ میں ہے اور ﴿آخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ﴾ (الجمعة :4) صاف ظاہر کرتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی ہے جو صحابہ کے مشرب کے خلاف ہے اور واقعات بتا رہے ہیں کہ اس ہزار سال کے درمیان اسلام بہت ہی مشکلات اور مصائب کا نشانہ رہا ہے۔ معدُودے چند کے سوا سب نے اسلام کو چھوڑ دیا اور بہت سے فرقے معتزلہ اور اباحتی وغیرہ پیدا ہو گئے ہیں۔ ہم کو اس بات کا اعتراف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گُزرا کہ اسلام کی برکات کا نمونہ موجود نہ ہو مگر وہ ابدال اور اولیاء اللہ جو اس درمیانی زمانہ میں گُزرے ان کی تعداد اس قدر قلیل تھی کہ ان کروڑوں انسانوں کے مقابلہ میں جو صراطِ مستقیم سے بھٹک کر اسلام سے دُور جا پڑے تھے کچھ بھی چیز نہ تھے. اس لئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نبوت کی آنکھ سے اس زمانہ کو دیکھا اور اس کا نام فیج اعوج رکھ دیا۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک اور گروہِ کثیر کو پیدا کرے جو صحابہ کا گروہ کہلائے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کا قانونِ قُدرت یہی ہے کہ اس کے قائم کردہ سلسلہ میں تدریجی ترقی ہوا کرتی ہے اس لئے ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرۡعٍ (کھیتی کی طرح) ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے۔ وہ مراتب اور مقاصدِ عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دُور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں جبتک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔ تبتل اِلی اللہ ایک خاص رنگ کا ہو۔ ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو۔ حقوقِ اخوان میں خاص رنگ ہو۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ 66-67 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

زکوٰۃ دیتی رہو

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''نماز کے بعد دوسرا حکم زکوٰۃ کا ہے جس کا یہ مطلب ہے جس مال پر ایک سال گزر جائے اس میں سے غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے چالیسواں حصہ نکالا جائے۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو اس کو وہ حصہ دے دیا جائے۔ اگر نہ ہو تو جو انتظام ہو اس کو دیا جائے۔ ہم احمدیوں کا ایک باقاعدہ انتظام ہے اس لئے احمدی عورتوں کو چاہئے کہ منتظمین کو زکوٰۃ کا مال دے دیا کریں۔ زیوروں کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر پہنے جاتے ہوں ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور اگر انکی بھی دی جائے تو اچھی بات ہے۔ ہاں اگر ایسے زیور ہوں جو عام طور پر نہ پہنے جاتے ہوں کبھی بیاہ شادی کے موقعہ پر پہن لئے جاتے ہوں ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے اور جو عام طور پر پہنے جاتے ہوں تو ان کی زکوٰۃ دی جائے تو جائز ہے اور نہ دی جائے تو گناہ نہیں۔ ان کا گھسنا ہی زکوٰۃ ہے۔ ہمارے ملک میں عورتوں کو زیور بنوانے کی عادت ہے اسلئے قریباً سب عورتوں پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ وہ اس کا خیال نہیں رکھتیں۔ حالانکہ یہ اتنا ضروری حکم ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا جب زکوٰۃ کی اونٹ باندھنے کی رسی تک نہ دیں گے میں ان سے جنگ کروں گا۔ اور یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں۔ تم اپنی حالت پر غور کرو تم میں سے بہت سی نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مسلمان نہیں رہتیں۔ جو اس سے بچ جاتی ہیں ان میں اکثر زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے مسلمان نہیں کہلاسکتیں۔

روزہ رکھو

تیسرا حکم روزے کا ہے۔ اس کے متعلق حکم ہے کہ جب رمضان کا مہینہ آئے تو سوائے اُن دنوں کے جن میں خدا تعالیٰ نے عورتوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے باقی دنوں میں روزہ رکھنے چاہئیں۔ اس کے متعلق مجھے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نمازیں تو نہیں پڑھتے لیکن روزے بڑی پابندی کے ساتھ رکھتے ہیں۔ گو خدا تعالیٰ کے لئے نہیں بلکہ تماشا کے طور پر کہ رات کو اُٹھتے ہیں اور روزے کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔

حج خانہ کعبہ

چوتھا حکم یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے تو حج کرے۔ اس کے لئے کئی شرطیں ہیں مثلاً مال ہو، رستہ میں امن ہو اور اگر عورت ہو تو اُس کے ساتھ اُس کا خاوند یا بیٹا یا بھتیجا یا ایسا کوئی اور رشتہ دار محرم جانے والا ہو۔ یہ تو وہ باتیں ہیں جو ایک مومن مرد اور عورت پر فرض ہیں''۔ (الأزھار لذوات الخمار صفحہ 42-43)

اداریہ

اطاعت — احترامِ نظام

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کو قائم ہوئے ایک سو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ اس سارے عرصہ میں جماعت باوجود شدید مخالفت کے برابر ترقی کے رستہ پر گامزن رہی۔ ہمارے مخالفوں نے اپنی مخالفت کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے ہمارے خلاف بہت سے جھوٹے الزامات اور بے بنیاد اعتراضات کئے اور ہر وہ طریق اختیار کیا جو سچائی کے مخالف سچائی کا رستہ روکنے کے لئے اختیار کرتے ہیں حد تو یہ ہے کہ مخالفت کی آگ کو بھڑکانے کے لئے یہ اعتراض بھی کیا گیا کہ ہمارا کلمہ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ حالانکہ ہماری جماعت کا بچہ بچہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ ہم اسی کلمہ پر ایمان رکھتے اور دل و جان سے اپنے آقا محمد ﷺ پر دن رات درود پڑھتے اور سلام بھیجتے ہیں۔ اس شدید تعصب اور دشمنی کے باوجود ہمارے مخالف بھی اس بات کا ضرور اعتراف کرتے ہیں کہ اس جماعت کا نظام اور باہم اتحاد بہت اچھا اور مثالی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی بتائی ہوئی خبروں اور پیش گوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی۔ جماعت نے اس بنیاد پر کام کرنا شروع کیا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب ہمارا نظام، خلافت کی برکت سے بڑی عمدگی سے جاری ہے۔ ہمارا پیارا امام دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کام کی ذاتی طور پر نگرانی کرتا اور جماعت کی کسی بھی قسم کی کمزوری اور کمی کو ساتھ ساتھ دور کرتے ہوئے جماعت کو ترقی کے رستہ پر چلاتا چلا جاتا ہے۔ خلیفۂ وقت کی مدد کے لئے ایک طرف ہر جماعت میں امراء اور صدر صاحبان اور دوسری طرف ہماری ذیلی تنظیموں مجلس انصار اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس اطفال الاحمدیہ اسی طرح لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی نہایت مفید اور کامیاب تنظیمیں سرگرمِ عمل ہیں۔ ان تنظیموں کے دائرہ کار سے کوئی فردِ جماعت بھی باہر نہیں رہتا۔ اس طرح جماعت کے افراد روحانی اور مذہبی بہتری اور ترقی کے علاوہ جسمانی اور دنیوی ترقی کے مواقع بھی حاصل کرتے ہیں۔

اس بے مثال نظام سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد اس نظام کی خوبیوں سے واقف ہونے کے علاوہ اس نظام کو چلانے والوں کی مکمل اطاعت کرنے والا ہو۔ ہمارے عہدیدار جو بالعموم جماعت کے انتخاب سے ہی اپنے عہدے حاصل کرتے اور خلیفۂ وقت کی منظوری سے اس خدمت پر مقرر ہوتے ہیں وہ جماعت کے کاموں یا اپنے فرائض کو ادا کرنے کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے اور اپنے ذاتی کاموں کا حرج کرکے اپنے قیمتی اوقات کی قربانی دیتے ہیں۔ ان کی اس قربانی اور محنت کا پوری طرح فائدہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ ہم ان کی اس قربانی کی قدر کرتے ہوئے ان کی اطاعت کریں۔ اگر کوئی شخص اپنی کم علمی یا جہالت کی وجہ سے ان کی پوری طرح اطاعت نہیں کرتا تو وہ صرف اپنا نقصان ہی نہیں کرتا بلکہ جماعتی ترقی میں روک بنتے ہوئے جماعتی اور قومی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

اس جگہ یہ کہنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نظامِ جماعت کی بہتری اور عمدگی کیلئے جماعت کے عہدیداروں کیلئے لازمی ہے کہ وہ نہایت حکمت و دانائی اور نرمی و محبت سے افرادِ جماعت کیلئے ایسا نمونہ قائم کریں کہ وہ انکی اطاعت رضاء و رغبت اور خوشی سے کریں۔

ہمارے عہدیدار ہم میں سے ہی ہیں۔ ان سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اور اس غلطی کی تلافی اور اصلاح کیلئے بھی ہمارے نظام میں مؤثر طریق کار موجود ہے۔ اگر کسی عہدیدار کا کوئی فیصلہ یا ہدایت کسی کو اچھی نہ لگے تو بھی یہی ضروری ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔ اسی صورت میں نظامِ جماعت پوری طرح مؤثر اور مفید ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمیں کمال اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اس بابرکت نظام کی قدر کرنے اور اس کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

(عبدالباسط شاہد)

قرآنی حکم کی خلاف ورزی کا انجام

خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی نصیحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:-

’’پس قرآن کریم کا ارشاد کہ تقویٰ اختیار کرو اور تقویٰ کا حق ادا کرو اور ہرگز نہ مرو جب تک مسلمان نہ ہو، مسلمانوں پر لازم کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اکٹھے ہو کر ایک جان ہو کر خدا کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لیں اور اس سے اس طرح چمٹے رہیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان کا ہاتھ خدا کی رسّی سے جدا نہ ہو اور ایک دوسرے سے بھی جدا نہ ہو۔ یعنی ایک طرف خدا کی رسّی کو تھاما ہوا ہو اور دوسری طرف وہ سب اکٹھے ہوں اور مل کر ایک ہی رسّی کو کو پکڑا ہوا ہو۔ یہ امت مسلمہ کی وحدانیت کا وہ منظر ہے جو قرآن کریم کی ان آیات نے تفصیل سے کھول کر ہمارے سامنے پیش فرمایا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ مسلمان جو قرآن کریم کو پڑھتے بھی ہیں تو مضامین پر گہرا غور نہیں کرتے۔ اکثر تو ایسے ہیں جو نہ پڑھنے کے اہل رہے نہ غور کرنے کے……مگر ان کے راہنما قرآن کریم کی آیات پڑھ کر ان کو اکٹھا کرنے کی بجائے ان کو ایک دوسرے سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی ظلم کی حد ہے کہ قرآن کریم تو اللہ کی رسّی کی یہ تعریف فرما رہا ہے کہ اس کو پکڑو اور اجتماعی طور پر پکڑو اور تم یقیناً ہر قسم کی آگ کے عذاب سے بچائے جاؤ گے، اگر تم لڑائی کے لئے تیار بھی بیٹھے ہو گے، ایک دوسرے کے گریبان پکڑنے کے لئے مستعد ہو گے تو اللہ تعالیٰ اس رسّی کی برکت سے تمہیں ایک دوسرے سے دور ہٹا دے گا یعنی دشمنی کی حالت سے دور ہٹا دے گا اور پھر محبت کی حالت میں قریب کرے گا اور اتنا قریب کر دے گا کہ تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن جاؤ گے۔ کتنا حسین منظر ہے جو تقویٰ کے نتیجے میں پیدا کر کے دکھایا گیا ہے۔ اور اس کے برعکس آج مسلمان علماء قرآن کے حوالے دے دے کر منہ سے جھاگیں اڑاتے ہوئے ایک دوسرے سے نفرت کی تعلیم دیتے ہیں۔‘‘

(خلیج کا بحران اور نظام جہان نو۔ صفحہ 131,130)

مجھے خدا نے سکھایا ہے علمِ ربّانی

(منظوم کلام سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ)

حریمِ قدس کے ساکن کو نام سے کیا کام
ہَوا و حِرص کے بندے کو کام سے کیا کام
ہو لامَکان تو قصرِ رُخام سے کیا کام
جو ہر جگہ ہو اسے اِک مقام سے کیا کام
راہینِ عشق کو کیفِ مدام سے کیا کام
پلا یئے مجھے آنکھوں سے جام سے کیا کام
ہر ایک حال میں ہے لَب پہ میرے نامِ خدا
خُدا پرست ہوں مَیں ، رام رام سے کیا کام
سُبوئے دِل کو ڈبوتا ہوں جُوئے رحمت میں
مُجھے ہے ساغر و مینا و جام سے کیا کام
ہے میرے دل میں محمدؐ تو اس کے دِل میں مَیں
مُجھے پیامبروں کے پیام سے کیا کام
مجھے پلانی ہو تو ساقی تُو ابرِ رحمت بھیج
بغیر اَبر کے صہبا و جام سے کیا کام
مِرا حبیبؐ تو بستا ہے میری آنکھوں میں
مجھے حسینوں کے دَر اور بام سے کیا کام
جو اس کی ذات میں کھو بیٹھے اپنی ہستی کو
اُسے ہو اپنے پَرایوں کے نام سے کیا کام
کبھی بھی عشق میں سودے ہوا نہیں کرتے
جو جاں ہی دینے پہ آئے تو دام سے کیا کام
سمندِ عزم پہ جو ہو گیا سوار تو پھر
اُسے رِکاب سے مطلب لگام سے کیا کام
اُسے تو موت کے سایہ میں مِل چکی ہے حیات
شہیدِ عشق کو عیشِ دوام سے کیا کام
مجھے خدا نے سکھایا ہے علمِ ربّانی
مجھے ہے فلسفہ ، منطق ، کلام سے کیا کام
جو ہولی کھیلتے رہتے ہیں خُونِ مُسلم سے
انہیں وفا و وفاق و نظام سے کیا کام
بغل میں بیٹھے ہوئے دستکوں کی کیا حاجت
ہوں پختہ کار تو پھر عشقِ خام سے کیا کام
بچھے ہیں دام تو ان کے لئے جو اُڑاتے ہیں
اسیرِ عشق ہوں مَیں ، مجھ کو دام سے کیا کام

(کلامِ محمود)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود

مستشرقین کی حقیقت سے دُور آراء اور اخذ کردہ غلط نتائج

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد ۔ربوہ)

دنیا میں ہر مشہور اور با اثر شخصیت، مورخین، محققین اور لکھنے والوں کی توجہ کا مرکز بنتی ہے۔ یہ سب اس کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لے کر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر بھی مختلف قسم کے لوگوں نے کتابیں لکھیں، شائع کیں اور ان کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ گزشتہ ڈیڑھ سو برس میں مختلف یورپی اور امریکی عیسائی مصنفین نے بھی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح پر کتب تحریر کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے جن چند پہلوؤں پر ان مغربی مصنفین نے بہت توجہ کی ہے ان میں سے ایک موضوع مدینہ کے یہود کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات اور ان کے ساتھ پیش آنے والے غزوات ہیں۔ طرح طرح کے رنگ دے کر، اور مختلف قسم کی آراء اور اخذ کردہ نتائج کے ساتھ ان تحریروں کو پیش کیا گیا ہے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ ان میں سے اکثر تحریریں بنیادی تحقیق اور متوازن تجزیہ سے عاری ہیں۔ایک ایسے وجود کو جو تمام دنیا کے لئے رحمت تھا، برعکس تاثرات کے ساتھ پیش کیا گیا اور اس کے لئے حقائق اور سچائی کے گلے پر چھری پھیرنے سے دریغ نہیں کیا۔ وقت کے ساتھ علم اور تحقیق میں جو ترقی ہوئی ہے، اس کی روشنی ابھی تک بہت سے مستشرقین تک نہیں پہنچی اور وہ بدستور فرسودہ ڈگر پر چل رہے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ان مغربی مصنفین کی تحریروں کا تاریخی حقائق سے موازنہ کیا جائے۔

مدینہ ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ مسلمانوں کا اس پیمانے پر یہود سے واسطہ پڑا۔ مدینہ میں چھوٹے گروہوں کے علاوہ یہود کے تین قبیلے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ آباد تھے۔اوس اور خزرج تو قریبًا سو برس سے بار بار کی خانہ جنگیوں میں ایک دوسرے کا خون بہا رہے تھے لیکن اس کے ساتھ یہود کے قبائل بھی اوس اور خزرج میں سے ایک کا حلیف بن کر اس مسلسل خون ریزی میں برابر کے شریک تھے۔ یہود کے مختلف قبائل آپس میں بھی انصاف سے نہیں رہتے تھے اور ایک دوسرے کے حقوق غصب کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل اگر بنو نضیر کا کوئی آدمی بنو قریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اس کی نصف دیت دی جاتی اور اگر بنو قریظہ کا کوئی شخص بنو نضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو اس کی پوری دیت دی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آمد کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مدینہ میں انصار کے قبائل اور یہود کے قبائل کے درمیان ایک معاہدہ کرایا جو میثاقِ مدینہ کہلاتا ہے۔اس معاہدے میں مدینہ کے تمام گروہوں نے آپس میں صلح کے ساتھ ایک ریاست کا حصہ بن کر رہنے کا عہد کیا۔ بیرونی حملے کی صورت میں مل کر مدینہ کا دفاع کرنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ عہد کیا گیا کہ کوئی فریق مشرکینِ مکہ کی مدد نہیں کرے گا۔ یہود کو اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی کی ضمانت دی گئی۔ ہر ظالم اور مجرم کو خواہ وہ کسی بھی گروہ سے تعلق رکھتا ہو سزا دینے کی شق اس میں شامل کی گئی۔ اور اس پر بھی اتفاق کیا گیا کہ ہر اختلاف آخری فیصلے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔اس طرح مدینہ میں باہمی رضا مندی کے ساتھ ایک ایسی ریاست کا قیام عمل میں آیا، جس میں سب گروہ امن اور انصاف کے ساتھ رہ سکتے تھے۔

بنو قینقاع کی عہد شکنی اور مدینہ سے اخراج

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتحِ مبین تو حاصل ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی قریش کی مخالفت انتقام کے جنون میں تبدیل ہو گئی۔انہوں نے مسلمانوں کو تہِ تیغ کرنے کی قسمیں کھائیں اور ابوسفیان کے تجارتی قافلے سے حاصل ہونے والا نفع اس کام کے لئے مختص کر دیا گیا۔ لیکن اس مہم میں وہ اکیلے نہیں تھے۔اب دیگر قبائل بھی مسلمانوں کو مٹانے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ابھی غزوہ بدر سے واپس آئے چند دن ہی گزرے تھے کہ مدینہ میں اطلاع ملی کہ نجد کے قبائل سُلَیم اور غطفان مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ صحابہ کے ہمراہ اس فتنے کے سدّ باب کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کی آمد کا سن کر یہ لوگ منتشر ہو گئے۔غزوۂ بدر کے چند ماہ کے بعد ہی ابوسفیان دو سو سواروں کو لے کر مدینہ کے قریب آیا اور رات کی تاریکی میں مدینہ میں داخل ہوا۔اور یہود کے قبیلے بنو نضیر کے ایک سردار نے ان کی ضیافت کی اور میثاقِ مدینہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کی مخبری کی۔ وہاں سے نکل کر اس دستے نے مدینہ کے نواح میں مسلمانوں کا ایک باغ جلا دیا اور دو انصار کو شہید کر دیا۔اب میثاق مدینہ کے کچھ شرکاء مشرکین سے ملتے نظر آ رہے تھے۔ تقریبًا ایک ماہ کے بعد ہی مسلمانوں کو پھر غطفان کی طرف فوج کشی کرنی پڑی لیکن کوئی جنگ نہیں ہوئی۔اب سارا علاقہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہا تھا۔اگلے مہینے مسلمانوں کو غزوہ بحران کے لئے حجاز میں بحران کی طرف جانا پڑا اور حالات ایسے ہو گئے کہ اس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت دو ماہ وہیں پر رکنا پڑا لیکن عملاً جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ دشمنوں کے اس ہجوم کے مقابل پر اس مظلوم گروہ کی قوت بہت کم تھی۔ دنیا کی نظر میں اب کسی وقت بھی یہ خون کے پیاسے مسلمانوں پر حملہ آور ہو سکتے تھے۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر یہود میں سے بنو قینقاع نے یکطرفہ طور پر مسلمانوں سے معاہدہ توڑنے کا اعلان کر دیا۔مفاد پرست تو صرف یہی سوچ سکتے تھے کہ ڈوبتی ہوئی کشتی میں کون سوار ہو؟ چنانچہ طبری، طبقات ابنِ سعد، واقدی کی مغازی الرسول، سیرت ابنِ ہشام، سیرت الحلبیہ اور تاریخ الخمیس جیسی سب تاریخی کتب اس بات پر متفق ہیں کہ پیشتر اس کے کہ بنو قینقاع کے خلاف مسلمان کوئی قدم اٹھاتے یا کسی لڑائی کی نوبت آتی، بنو قینقاع مسلمانوں سے کئے گئے معاہدے کو توڑنے کا اعلان کر چکے تھے۔ مستشرقین باقی باتوں پر تو اپنے من پسند تبصرے بہت کرتے ہیں لیکن اس بنیادی نکتے کا ذکر تک نہیں کرتے کہ غزوۂ بدر کے بعد جو واقعات کا تسلسل مندرجہ بالا کتب میں بیان ہوا ہے، اس کے مطابق سب سے پہلے بنو قینقاع نے ازخود معاہدہ توڑنے کا اعلان کر دیا تھا۔

دنیا کے عام رواج کے مطابق تو ان عہد شکنوں کے خلاف فوری کارروائی ہونی چاہئے تھی، خاص طور پر جب علاقے کے حالات اس قدر خطرناک ہو چکے ہوں۔ لیکن اس کے باوجود تاریخی روایات کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حرکتوں سے صرفِ نظر فرمایا اور اس طرح فوری طور پر مدینہ میں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو قینقاع کے یہود ازخود ایسے حالات پیدا کرنا چاہتے تھے کہ جنگ کی نوبت آ جائے۔اور اس کی بہت سی وجوہات تھیں۔ایک تو یہ کہ تمام یہود میں سے بنو قینقاع سب سے زیادہ طاقتور اور بہادر سمجھے جاتے تھے اور انہیں اس پر بہت ناز بھی تھا۔

(سیرة الحلبیہ جلد 2 ص 284)

مستشرقین کے پسندیدہ مصنف واقدی کا بیان ہے کہ جب ان سے عہد توڑنے کے آثار ظاہر ہو گئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کو جمع کر کے انذار فرمایا کہ اے یہود کے گروہ اسلام قبول کر لو۔اللہ کی قسم تم جان چکے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔قبل اس کے کہ تمہارے ساتھ بھی وہ بیتے جو قریش پر گزری ہے۔اس پر انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے لاعلم لوگوں کو شکست دی ہے۔ یہ بات تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اگر تم ہم سے لڑے تو تمہیں پتہ چل جائے گا۔(واقدی سیرالمغازی ص176۔سیرت ابنِ ہشام جلد 2 ص71)

ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بنو قینقاع کو اپنی عسکری صلاحیتوں اور پوزیشن پر پورا اعتماد تھا اور وہ یقین رکھتے تھے کہ جنگ کی صورت میں مسلمانوں کو شکست دے دیں گے۔اور مسلمانوں کے مخالف قبائل کے تیور اور طاقت تو وہ دیکھ ہی رہے تھے۔

اس پس منظر میں بنو قینقاع کے بازار میں ایک انصاری صحابی کی بیوی خریداری کے لئے آئیں۔ پہلے ایک یہودی نے اس عورت کا نقاب اتارنے کی کوشش کی مگر اس خاتون نے انکار کر دیا۔اس کے بعد وہ خاتون ایک سنار کی دکان پر بیٹھ گئی۔اس سنار نے ان کے کپڑے پیچھے سے اس طرح باندھ دیئے کہ جب وہ کھڑی ہوئیں تو ان کے کپڑے اتر گئے اور ننگ ظاہر ہو گیا۔ اردگرد بنو قینقاع کے جو یہودی کھڑے تھے انہوں نے بجائے شرافت کا مظاہرہ کرنے کے، اوباشانہ انداز میں ہنسنا اور تمسخر کرنا شروع کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قبیلے کی اخلاقی حالت بہت گری ہوئی تھی۔اس خطرناک حالت میں، اس خاتون نے مدد کے لئے چیخیں ماریں۔ یہ سن کر ایک مسلمان آگے بڑھا اور وار کر کے اس یہودی کا خاتمہ کر دیا۔ بنو قینقاع کے یہود جمع ہوئے اور اس مسلمان کو شہید کر دیا۔ جیسا کہ اس قسم کے حالات میں ہوتا ہے اشتعال پھیلا اور جنگ کے حالات پیدا ہو گئے۔اس صورتِ حال میں متوقع تو یہ تھا کہ مسلمان فوراً حملہ کر دیتے تا کہ بنو قینقاع اپنے مضبوط قلعوں میں بند ہو کر عسکری برتری حاصل نہ کر سکیں۔ کیونکہ اس طرح ان کی پوزیشن مضبوط ہو جاتی تھی، خاص طور پر جب کہ مدینہ مسلمانوں کے دشمنوں سے گھرا ہوا تھا اور کوئی بھی بنو قینقاع کی مدد کو آ سکتا تھا۔اور مدینہ کے اندر یہود کے باقی دو قبائل کے متعلق بھی یہ اندیشہ موجود تھا کہ وہ معاہدہ توڑ کر بنو قینقاع کی مدد کو آئیں گے۔لیکن ان تمام خطرات کے باوجود نبیٔ اکرم ﷺ نے فوری حملے کی بجائے قیامِ امن کی کوششیں شروع کیں۔آپؐ نے ان کے سرداروں کو جمع کیا اور ان الفاظ میں نصیحت فرمائی: اے یہود کے گروہ! اللہ سے ڈرو۔ فرمانبرداری اختیار کرو۔ کہیں تم پر وہ عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر نازل ہوا تھا۔

شرافت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یہود اس موقع سے فائدہ اٹھا کر امن کے لئے بات چیت شروع کرتے اور جیسا کہ میثاقِ مدینہ میں وہ عہد کر چکے تھے کہ ہر مقدمہ آخری فیصلے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں گے، ان پر اب لازم تھا کہ وہ ایسا ہی کرتے۔مگر بنو قینقاع کے سروں پر تو جنگ کا آسیب سوار تھا۔انہوں نے غرور سے جواب دیا کہ تم نے کیا ہمیں اپنی قوم جیسا سمجھا ہوا ہے۔انہیں جنگ کرنے کا فن نہیں آتا تھا۔تم ہم سے لڑو گے تو پتہ چلے گا کہ ہم کیسے ہیں۔ یہ اعلانِ جنگ کر کے بنو قینقاع اپنے قلعوں کی جانب بڑھے اور قلعہ بند ہو گئے۔صلح کی تمام کوششیں بنو قینقاع کے تکبر کی نظر ہو گئی تھیں۔اب مسلمانوں کے پاس اور کوئی راستہ نہیں بچا تھا چنانچہ مسلمانوں نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔(سیرة الحلبیہ جلد2ص284-285، تاریخِ خمیس ص409)

مگر خدا کی خاص تقدیر نے ان کی ساری کوششوں کو ناکام بنا دیا۔نہ تو مدینہ کے باہر سے کوئی ان کی مدد کو آیا اور نہ ہی مدینہ کے اندر موجود دیگر دو یہودی قبائل ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہوئے۔ایک اور حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کے پاس سات سو افراد کی فوج تھی۔لیکن وہ تمام تفاخر کے باوجود ہمت ہار گئے۔اور بالآخر وہ اس شرط پر جنگ ختم کر کے باہر آ گئے کہ آنحضرت ﷺ کا فیصلہ قبول کریں گے۔طبقات ابنِ سعد میں لکھا ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے اس فیصلے پر قلعے کے دروازے کھولے تھے کہ ان کے اموال مسلمانوں کے ہوں گے اور عورتیں اور بچے ان کے ہوں گے۔ان کے جنگ کرنے والے مردوں کو گرفتار کر کے حضرت منذرؓ بن قدامہ کی نگرانی میں رکھا گیا۔اس موقع پر عبداللہ بن اُبیّ بن سلول نے باغیانہ طرزِ عمل دکھاتے ہوئے انہیں براہ راست رہا کرانے کی کوشش کی اور حضرت منذر کو کہا کہ ان کو رہا کر دو۔لیکن انہوں نے کہا کہ تم ان کو رہا کرانے کے لئے آئے ہو جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر گرفتار کیا گیا ہے۔اللہ کی قسم جو ان کو رہا کرے گا اس کی گردن مار دی جائے گی۔ یہ عبداللہ بن اُبیّ کی خطرناک چال تھی۔ اگر وہ کسی طرح اس وقت بنو قینقاع کے گرفتار جنگجوؤں کو رہا کرانے میں کامیاب ہو جاتا تو مدینہ میں پھر جنگ کے حالات پیدا ہو جاتے۔

(واقدی سیرالمغازی ص177)

بعض مورخین کا خیال ہے کہ ان کو قتل کرنے کا فیصلہ ہونا تھا لیکن یہ صرف ان کا خیال ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان اس کی تائید میں نقل نہیں کیا جاتا اور نہ ہی کسی صحابی کا کوئی قول اس ضمن میں منقول ہے۔ممکن ہے کہ بنو قینقاع کے سنگین جرم کے پیش نظر اکثر لوگوں کا یہ خیال ہو کہ کم از کم ان میں سے بغاوت کرنے والے جنگجوؤں کو سزائے موت دی جائے گی۔لیکن بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی فیصلے سے اس قیاس کی نفی ہوتی ہے۔

بہر حال حضرت منذرؓ کے سخت جواب سے مایوس ہو کر عبداللہ بن اُبی بن سلول رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کہا کہ میرے موالیوں کے معاملے میں میرے پر احسان کریں۔ان میں تین سو زرہ پوش اور چار سو دیگر جنگجو ہیں،جنہوں نے سیاہ و سرخ کے حملے سے مجھے بچایا ہے۔اس کی منافقانہ سرگرمیاں سب کو معلوم تھیں۔پہلے قیدیوں کو رہا کرنے کی کوشش اور پھر ایک اہم اور نازک معاملے میں آنحضرت ﷺ سے اس انداز میں گفتگو کرنا،ایک انتہا درجے کی گستاخی تھی۔روایات میں آتا ہے کہ آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا،مگر آپ ﷺ نے کمال درجہ ضبط دکھاتے ہوئے صرف اتنا فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دو۔لیکن اس نے پھر کہا کہ مَیں اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ میرے موالیوں پر احسان نہیں کریں گے۔اگر اس موقع پر دنیا کا کوئی حکمران ہوتا تو عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول سخت ترین سزا سے نہ بچتا۔لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے درگزر فرمایا۔پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کو رہا کرنے اور مدینہ سے جلاوطن کرنے کا ارشاد فرمایا۔

(طبری جلد1ص208)

یہاں طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر طبقات ابنِ سعد کی روایت کے مطابق ان کی جان بخشی کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا تو اب عبداللہ بن اُبی ابن سلول کس چیز کی کوشش کر رہا تھا۔ اصل میں عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول کی کوشش یہ تھی کہ بنوقینقاع کو مدینہ سے باہر ہی نہ نکالا جائے۔کیونکہ ان کی موجودگی سے منافقین کو تقویت ملتی تھی۔کیونکہ ان کی رہائی کے بعد عبداللہ بن ابی ان کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کے گھر کی طرف آیا تا کہ یہ سفارش کرے کہ بنوقینقاع کو مدینہ سے باہر نہ نکالا جائے۔آپ ﷺ کے گھر کے باہر حضرت عویم بن ساعدہؓ کھڑے تھے۔عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول نے بغیر اجازت کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ یہ انتہا درجے کی بدتمیزی تھی۔چنانچہ حضرت عویمؓ نے اسے کہا کہ اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک آنحضرت ﷺ تمہیں اجازت نہ دیں۔لیکن عبداللہ بن ابیّ نے ایک دفعہ پھر بدتمیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت عویمؓ کو اپنے راستے سے ہٹا کر نبیٔ کریم ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی اور آپ کو دھکا دیا۔اس پر حضرت عویمؓ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی۔حضرت عویمؓ نے اس کے چہرے پر مارا اور عبداللہ بن ابیّ کا چہرہ خون سے بھر گیا۔جب بنوقینقاع نے انصار کے ایک شخص کے ہاتھوں عبداللہ بن ابیّ کی یہ گت بنتی دیکھی اور یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ اپنا بدلہ بھی نہیں لے سکتا تو وہ سمجھ گئے کہ اب ان کی کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اے عبداللہ اب ہم اس شہر میں رہ کر کیا کریں گے جس میں تیرے چہرے کے ساتھ یہ ہوا ہے۔

(سیرالمغازی از واقدی صفحہ178)

ان کے جانے کے بعد ان کے ہتھیار اور زرگری کے آلات مسلمانوں کو ملے۔گو توراۃ کی رو سے بنوقینقاع واجب القتل تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کی جان بخش دی اور وہ مدینہ سے نکل کر شام کی طرف چلے گئے۔لیکن وہ خدا کی نظر میں عذاب کے مستحق ہو چکے تھے۔روایات میں آتا ہے کہ ایک سال کے عرصے کے بعد ہی یہ قبیلہ ایک موذی وبا کا شکار ہو کر نابود ہو گیا۔

مغربی مصنفین کے تبصرے

اس واقعہ کے متعلق حقائق کا خلاصہ تو یہ تھا۔اب دیکھتے ہیں کہ مغربی مصنفین نے اس پر کیا کیا تبصرے کئے ہیں۔ Historians History of the World میں اس واقعے کے متعلق مختصراً اتنا لکھا گیا ہے کہ بنو قینقاع کو مدینہ سے نکالنے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا تھا۔

(Vol. 7 page 121)

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا،وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔اگر یہی مقصد تھا کہ ان کو زبردستی مسلمان کر لیا جائے تو ان سے وہ معاہدہ کیوں کیا گیا تھا جس میں مذہبی آزادی کی ضمانت دی گئی تھی؟اور اس معاہدہ کو توڑنے والے تو خود بنوقینقاع تھے۔اگر یہی وجہ ہوتی تو اسی وقت بنوقریظہ اور بنونضیر کو بھی باہر نکال دیا جاتا۔وہ بھی تو مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ نبیٔ اکرمؐ کی مبارک زندگی کے آخر تک یہود کا ایک گروہ مدینہ میں موجود تھا۔اور بنوقینقاع نے سمجھانے کے باوجود جنگ کا راستہ تو خود اختیار کیا تھا پھر مسلمانوں پر اس کا الزام کیوں رکھا جا رہا ہے۔

منٹگمری واٹ صاحب بنوقینقاع کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ظاہر تو یہ کیا جاتا ہے کہ اس جنگ کا آغاز مسلمانوں اور یہود کے مابین ایک معمولی جھگڑا تھا جو بازار میں ہوا تھا۔پھر وہ اس واقعہ کی تفصیلات لکھتے ہیں۔اس کے بعد وہ تحریر کرتے ہیں کہ اصل وجوہات تو ظاہر ہیں اور وہ یہ ہیں کہ بنوقینقاع مسلمانوں کا حصہ بننے کو تیار نہیں تھے۔پھر وہ ایک اور چھلانگ مار کر یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ بنو قینقاع کے کاروبار اور ان کی دکانوں سے مہاجرین کا کاروبار متاثر ہوتا ہو اور شاید یہ وجہ بھی بنوقینقاع کو مدینہ سے نکالنے کی ایک ممکنہ وجہ بنی ہو:۔

(Muhammad :Prophet and Statesman by Montgommery Watt page 130)

یہ بات واضح ہے کہ واٹ صاحب اس جنگ کی اصل وجہ اور نقطہ آغاز کا ذکر تک نہیں کر رہے۔اصل وجہ تو یہ تھی کہ غزوۂ بدر کے بعد بنوقینقاع نے از خود معاہدہ توڑنے کا اظہار کر دیا تھا اور اس طرح وہ مدینہ کی ریاست میں غدّاری (treason) کے جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔وہ اس حقیقت سے کترا رہے ہیں اور پڑھنے والوں کے سامنے مکمل حقائق نہیں رکھ رہے۔اور جس طرح وہ بنوقینقاع کے بازار میں ہونے والے واقعہ کو ایک معمولی جھگڑا قرار دے رہے ہیں،اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مدینہ کی تاریخ سے زیادہ واقف نہیں ہیں۔

اس وقت سو سال سے مدینہ خانہ جنگیوں کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا اور جنگوں کے اس سلسلے کا آغاز جنگِ سمیر سے ہوا تھا۔یہ جنگ یوں شروع ہوئی تھی کہ بنوقینقاع کے بازار میں ایک گھوڑے کی خریداری کے معاملے میں یہ طعنہ دیا گیا تھا کہ مالک بن عجلان مدینہ کا معزز ترین آدمی ہے۔اس پر مخالف گروہ کو آگ لگ گئی اور قتل و غارت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔اسی طرح ایک جنگ،جنگ حاطب ایسے شروع ہوئی کہ قبیلہ خزرج کے ایک آدمی نے ایک چادر رشوت دے کر ایک یہودی کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ قبیلہ اوس کے ایک مہمان کو بنوقینقاع کے بازار سے باہر نکال دے۔اس بات پر خونریزی شروع ہوگئی۔ یہ بات واضح ہے کہ مدینہ کے معاشرہ میں اس طرح بازار میں کسی کی بے عزتی کرنا انتہائی اشتعال دلانے کا باعث بنتا تھا۔اور اسی بازار میں معمولی واقعات بھڑک کر خوفناک جنگ کا باعث بن جاتے تھے۔ اس پس منظر کو جانتے ہوئے، بنوقینقاع کی اس اوباشانہ حرکت کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ کسی طرح مسلمانوں کو اشتعال دلا کر جنگ کے حالات پیدا کئے جائیں۔

جہاں تک واٹ صاحب کی اس قیاس آرائی کا تعلق ہے کہ بنوقینقاع کی دوکانوں سے مہاجرین کے کاروبار پر اثر پڑتا تھا اس لئے ان کو باہر نکال دیا گیا تو یہ محض ایک قیاس ہے جس کی تائید میں کسی تاریخی ثبوت کو پیش نہیں کیا گیا۔بنوقینقاع کا سب سے بڑا کام سناروں کا کام کرنا تھا۔کسی روایت میں یہ نہیں آتا کہ ان کے اخراج کے بعد مسلمانوں نے بڑی تعداد میں اس پیشے کی دکانوں کو کھول لیا ہو یا اس کاروبار کو اختیار کیا ہو۔باوجود اس کے کہ اس پیشے کے آلات ان کے ہاتھ لگے تھے۔سب سے بڑی بات یہ کہ اگر ایک شہر کی آبادی کا خاطر خواہ حصہ اچانک نقلِ مکانی کر جائے تو بہر حال مجموعی کاروبار پر برا اثر پڑتا ہے،اس میں ترقی نہیں ہوتی۔

ولیم میور صاحب جب اس واقعے کا ذکر کرتے ہیں تو لکھتے ہیں کہ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بنوقینقاع نے بغاوت کی تھی اور عہد توڑ دیا تھا لیکن یہ واضح نہیں کہ یہ اختلاف کیسے پیدا ہوا تھا۔ *(The Life of Muhammad by William Muir page 241)*

اس کا سادہ جواب یہ ہے کہ بہت واضح تاریخی ثبوت موجود ہیں کہ غزوہ بدر کے بعد بنوقینقاع کا بغض اور حسد بہت بڑھ گیا اور حالات کا رخ دیکھ کر انہوں نے یکطرفہ طور پر معاہدہ توڑنے کا اعلان کر دیا۔اس کی بابت تاریخی حوالے دیئے جا چکے ہیں۔میور صاحب محض ان کی عہد شکنی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس کے بعد وہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب بازار میں جھگڑا ہو گیا اور دونوں طرف کا ایک ایک آدمی قتل بھی ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تصادم کو روکنے یا محدود کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔جب کوئی مصنف مناسب تحقیق اور مطالعے کے بغیر کتاب لکھنے بیٹھ جائے گا تو غلط نتیجے پر تو پہنچے گا۔ تاریخی روایات میں واضح طور پر آتا ہے کہ جب بازار والا واقعہ ہو گیا تو رسولِ کریمؐ نے انہیں جمع کر کے انہیں متنبہ کیا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو۔تم پر وہ عذاب نازل نہ ہو جائے جو قریش پر نازل ہوا تھا۔فرمانبرداری اختیار کرو تم جان چکے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔اس موقع پر میثاقِ مدینہ کی رو سے بنوقینقاع پر فرض تھا کہ وہ مفاہمت کی کوشش کا مثبت جواب دیتے اور اپنا مقدمہ اور موقف رسول اللہ کی خدمت میں پیش کرتے۔مگر ان روایات میں کہیں ذکر نہیں کہ بنوقینقاع نے کوئی مثبت جواب دیا ہو یا صلح کی کوشش کی ہو۔بلکہ انہوں نے فوری طور پر جنگ اور تصادم کا راستہ اختیار کیا۔(سیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 285،تاریخِ خمیس جلد 1 صفحہ 409)

پھر آخر پر میور صاحب یہ انکشاف فرماتے ہیں بنوقینقاع کی جانیں تو صرف اس لئے بچ گئیں کہ عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے ان کی پر زور سفارش کی تھی اور لکھتے ہیں کہ اس کی پوزیشن اس وقت اتنی مضبوط تھی کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کو مجبوراً اس کی سفارش کے دباؤ کی وجہ سے بنوقینقاع کی جان بخشی کرنی پڑی۔عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ آیا اس وقت عبداللہ بن ابیّ کی ایسی کوئی پوزیشن تھی بھی کہ وہ کوئی خاطر خواہ دباؤ ڈال سکے؟۔یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ جب اس نے نبیٔ اکرمؐ کے گھر میں زبردستی داخل ہونے کی کوشش کی تو اس کی حضرت عویمؓ سے لڑائی ہوگئی اور حضرت عویمؓ نے اس کے چہرہ پر مارا تو اس کا چہرہ خون سے بھر گیا۔عرب کے ماحول میں اگر ایک سردار کی ایسی بے عزتی ہو تو جنگ بھی شروع ہو سکتی تھی۔لیکن اس موقع پر نہ تو وہ کوئی بدلہ لے سکا اور نہ ہی اس کے قبیلے خزرج میں سے کسی نے اس سے کوئی ہمدردی کی اور وہ محض اپنی پٹائی کرا کے گھر میں بیٹھ گیا۔اور وہ تو اس بات کے لئے کوشش کر رہا تھا کہ بنوقینقاع کو مدینہ میں ہی رہنے دیا جائے ،اگر اسی کے دباؤ پر فیصلہ ہونا تھا تو پھر بنوقینقاع کا اخراج بھی نہیں ہونا چاہئے تھا۔ممکن ہے کہ اس وقت منافق اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوں لیکن اس کی پوزیشن بہر حال ایسی نہیں تھی کہ اس کے دباؤ کی وجہ سے فیصلہ کرنا پڑے۔میور صاحب کا نفسیاتی مسئلہ یہ ہے کہ وہ یہ تسلیم نہیں کرنا چاہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عفو کا سلوک فرمایا تھا۔اس لئے وہ زبردستی عبداللہ بن اُبیّ کے سر پر سہرا باندھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

بنوقینقاع کی عہد شکنی کوئی ایسا راز نہیں جو تمام مستشرقین کی نظروں سے پوشیدہ ہو۔کیرن آرمسٹرانگ اپنی کتاب میں اعتراف کرتی ہیں کہ اس وقت مدینہ کے یہودی قبائل مدینہ کی آبادی کے لئے ایک خطرہ بن چکے تھے۔اور بدر کے بعد بنوقینقاع نے خود عہد توڑ دیا تھا تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے نکال دیں۔وہ یہ بھی تسلیم کرتی ہیں کہ بازار کا واقعہ ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قاضی کی حیثیت سے فیصلہ کرانا چاہا لیکن یہود نے یہ ثالثی ماننے سے انکار کر دیا۔ (Muhammad by Karen Armstrong page 183-184)

کعب بن اشرف کو سزائے موت

غزوۂ بنوقینقاع کے بعد یہودی سردار کعب بن اشرف کو سزائے موت دیئے جانے کا واقعہ آتا ہے۔یہ

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

توبہ کی تین شرائط ہیں۔ (1) اِقْلاع۔ یعنی خیالات فاسدہ وتصورات بیہودہ کا قلع قمع کرنا۔

(2) نَدَم۔ یعنی اپنے کئے پر ندامت اور پشیمانی کا اظہار۔

(3) عَزْم۔ یعنی آئندہ کے لئے برائیوں کی طرف رجوع نہ کرنے کا مصمّم ارادہ۔

ہر احمدی ہر وقت سچے دل سے استغفار کرتے ہوئے، توبہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور جھکے تا کہ اس کا پیار حاصل ہو۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز–فرمودہ 20رمئی 2005ء(20رہجرت1384ہجری شمسی) بمقام جنجا (Jinja)۔یوگنڈا(مشرقی افریقہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

﴿وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ۔ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ﴾ (سورة هود آیت نمبر4)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کے مقصدِ پیدائش کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ دنیا اور اس کے کھیل کود اور اس کی چکا چوند تمہیں تمہارے اس دنیا میں آنے کے مقصد سے غافل نہ کر دے بلکہ ہر وقت تمہارے پیش نظر یہ رہنا چاہئے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے، اس کی عبادت کرنی ہے۔ اگر یہ مقصد تمہارے پیش نظر رہے تو یاد رکھو یہ دنیا خود بخود تمہاری غلام بن جائے گی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اِس دنیا میں جہاں بھی ہم نظر ڈالتے ہیں شیطان بازو پھیلائے کھڑا ہے۔ اس کے حملے اور اس کے لالچ اس قدر شدید ہیں کہ سمجھ نہیں آتی اُن سے کیسے بچا جائے۔ ہر کونے پر، ہر سڑک پر، ہر محلے میں، ہر شہر میں شیطانی چرخے کام کر رہے ہیں۔ اور سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو ان شیطانی حملوں سے بچنا مشکل ہے۔ جدھر دیکھو کوئی نہ کوئی بلا منہ پھاڑے کھڑی ہے۔ دنیا کی چیزوں کی اتنی اٹریکشن (Attraction) ہے، وہ اتنی زیادہ اپنی طرف کھینچتی ہیں اور سمجھ نہیں آتی کہ انسان کس طرح اپنے مقصد پیدائش کو سمجھے اور اس کی عبادت کرے۔ لیکن ہم پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص احسان ہے کہ اُس نے خود ہی ان چیزوں سے بچنے کے لئے راستہ دکھا دیا ہے کہ مستقل مزاجی اور مضبوط ارادے کے ساتھ استغفار کرو تو شیطان جتنی بار بھی حملہ کرے گا منہ کی کھائے گا اور اس کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوگی۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اور یہ کہ تم اپنے رب سے استغفار کرو، پھر اس کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تو وہ تمہیں ایک مقررہ مدت تک بہترین معیشت عطا کرے گا۔ اور وہ ہر صاحبِ فضیلت کو اس کے شایان شان فضل عطا کرے گا۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً مَیں تمہارے بارے میں ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

تو دیکھیں فرمایا کہ استغفار کرو اور جو استغفار نیک نیتی سے کی جائے، جو توبہ اس کے حضور جھکتے ہوئے کی جائے کہ اے اللہ! یہ دنیاوی گند، یہ معاشرے کے گند، ہر کونے پر پڑے ہیں۔ اگر تیرا فضل نہ ہو، اگر تو نے مجھے مغفرت کی چادر میں نہ ڈھانپا تو مَیں بھی اِن میں گر جاؤں گا۔ مَیں اس گند میں گرنا نہیں چاہتا۔ میری پچھلی غلطیاں، کوتاہیاں معاف فرما، آئندہ کے لئے میری توبہ قبول فرما۔ تو جب اس طرح استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ پچھلے گناہوں کو معاف کرتے ہوئے، توبہ قبول کرتے ہوئے، اپنی چادر میں ڈھانپ لے گا۔ اور پھر اپنی جناب سے اپنی نعمتوں سے حصہ بھی دے گا۔ دنیا سمجھتی ہے کہ دنیا کے گند میں ہی پڑ کر یہ دنیاوی چیزیں ملتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو توبہ کرنے والے ہیں، جو استغفار کرنے والے ہیں، ان کو مَیں ہمیشہ کے لئے دین و دنیا کی نعمتوں سے نوازتا رہوں گا۔ اُن کی زندگی میں بھی ان کے لئے اس دنیا کے دنیاوی سامان ہوں گے اور ان پر فضلوں کی بارش ہوگی۔ اور اُن کے یہ استغفار اور اُن کے نیک عمل آئندہ زندگی میں بھی اُن کے کام آئیں گے۔ اور یہی استغفار ہے جس سے شیطان کے تمام حربے فنا ہو جائیں گے۔

استغفار کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور قُرب کی چادر میں لپٹنے کی دُعا مانگی جائے۔ جب انسان اس طرح دعا مانگ رہا ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ دُعا نہ سنے اور انسان کی دنیا و آخرت نہ سنورے۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود فرمایا ہے کہ ﴿اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المومن :61) کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے، وہ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے دعا مانگے۔ خود فرماتا ہے کہ تم مجھ سے مانگو مَیں دعا قبول کروں گا۔ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے کہ کب میرا بندہ مجھ سے استغفار کرے، کب وہ سچے طور پر توبہ کرتے ہوئے میری طرف رجوع کرے اور مَیں اس کی دُعا سنوں۔

حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوتی جسے جنگل بیابان میں کھانے پینے کی چیزوں سے لدا ہوا اس کا گم ہونے والا اونٹ اچانک مل جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الدعوات باب التوبة)

تو دیکھیں اللہ تعالیٰ تو اس انتظار میں ہوتا ہے کہ کب میرا بندہ توبہ کرے، استغفار کرے اور مَیں اس کے گزشتہ گناہ بخشوں اور آئندہ سے اسے اپنی چادر میں ڈھانپ لوں تاکہ وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ رہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مستقل مزاجی سے اس پر قائم رہو۔ ورنہ اگر ایک دفعہ استغفار کی، دوبارہ گند میں پڑ گئے اور موت اس صورت میں آئی کہ شیطان کے پنجے میں گرفتار ہو تو پھر اس دن سے بھی ڈرو جس میں گناہوں میں گرفتار لوگوں کے لئے عذاب بھی بہت بڑا ہوگا۔

پس ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ استغفار کرتے ہوئے اپنے گزشتہ گناہوں کی بخشش مانگتے ہوئے اور آئندہ کے لئے ان سے بچنے کا عہد کرتے ہوئے مستقل خدا کے سامنے جھکا رہے۔ اور جب اِس طرح عمل ہو رہے ہوں گے تو خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں لے لے گا۔ اور جو خدا تعالیٰ کی پناہ میں آ جائے تو اسے جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا شیطان کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کیونکہ اب اس سے وہی عمل سرزد ہو رہے ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے عمل ہوں گے۔ وہ تمام برائیاں ختم ہو جائیں گی جو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں روک ہیں۔ پس ہر احمدی ہر وقت سچے دل سے استغفار کرتے ہوئے، توبہ کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کے حضور جھکے تا کہ اس کا پیار حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کو اپنا پیار اور قرب دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے بلکہ بے چین رہتا ہے۔ بلکہ بندے کی اس بارے میں ذرا سی کوشش کو بے حد نوازتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں۔ اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے میں اُس کی طرف دوڑ کر جاتا

ہوں۔(صحیح مسلم کتاب التوبة باب فی الحض علی التوبة)

تو دیکھیں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرنے کے لئے اس قدر توجہ فرماتا ہے تو بندے کو کس قدر بے چینی سے اس کی طرف بڑھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

(رسالہ قشیریة باب التوبة)

جب اللہ تعالیٰ کسی انسان سے محبت کرتا ہے تو گناہ اُسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ کے محرکات اُسے بدی کی طرف مائل نہیں کر سکتے۔واضح ہو کہ یہ مطلب نہیں کہ گناہ کرتے چلے جاؤ، جان بوجھ کر گند میں گرتے چلے جاؤ اور سمجھو کہ مَیں نے استغفار کر لی ہے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ گناہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے قانون کے خلاف ہے۔مطلب یہی ہے کہ اس کو بدی کی طرف، برائی کی طرف،کوئی رغبت نہیں ہوتی۔پھر حضورؐ نے یہ آیت پڑھی کہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ﴾ ۔اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ! توبہ کی علامت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ندامت اور پشیمانی علامتِ توبہ ہے۔تو دیکھیں علامت یہ بتائی کہ ندامت ہو، پشیمانی ہو اور اس کی وجہ سے پھر آئندہ ان سے بچتا بھی رہے۔کیونکہ جس بات کی ندامت ہو اور پشیمانی ہو اس بات کو انسان دوبارہ جان بوجھ کر نہیں کرتا۔

توبہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں:۔

’’یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ توبہ کے تین شرائط ہیں۔ بدوں اُن کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبة النّصوح کہتے ہیں، حاصل نہیں ہوتی۔ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اِقْلَاع کہتے ہیں۔یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو اِن خصائل ردیّہ کے محرک ہیں‘‘۔یعنی جن کی وجہ سے ردّی خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں۔’’اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے۔کیونکہ حیطہ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصوّری صورت رکھتا ہے۔پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اُن خیالات فاسدہ وتصوّرات بد کو چھوڑ دے۔مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہے تو اُسے توبہ کرنے کے لئے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے۔اور اس کی تمام خصائل رذیلہ کو اپنے دل میں مستحضر کرے‘‘۔یعنی گھٹیا اور ذلیل باتوں کو ذہن میں لائے۔’’کیونکہ جیسا مَیں نے ابھی کہا ہے تصوّرات کا اثر بہت زبردست اثر ہے‘‘۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’پس جو خیالات بدلذات کا موجب سمجھے جاتے تھے ان کا قلع قمع کرے۔یہ پہلی شرط ہے۔

دوسری شرط نَـدَم ہے۔یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ ہر ایک انسان کا کانشنس اپنے اندر یہ قوت رکھتا ہے کہ وہ اس کو ہر برائی پر متنبہ کرتا ہے۔مگر بدبخت انسان اس کو معطّل چھوڑ دیتا ہے۔پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذّات عارضی اور چندروزہ ہیں۔اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذّت اور حظّ میں کمی ہوتی جاتی ہے۔یہاں تک کہ بڑھاپے میں آکر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے۔آخر ان سب لذّاتِ دنیا کو چھوڑنا ہوگا۔پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذّات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل؟ بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے۔اور جس میں اوّل اِقْلَاع کا خیال پیدا ہو یعنی خیالاتِ فاسدہ وتصورات بیہودہ کا قلع قمع کرے۔جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو‘‘۔

آپؑ نے فرمایا:

’’تیسری شرط عزم ہے۔یعنی آئندہ کے لئے مصمّم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا‘‘، باقاعدگی کرے گا،’’تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ سیّئات اس سے قطعاً زائل ہو کر اخلاق حسنہ اور افعال حمیدہ اس کی جگہ لے لیں گے۔اور یہ فتح ہے اخلاق پر۔اس پر قوت اور طاقت بخشنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ تمام طاقتوں اور قوتوں کا مالک وہی ہے جیسے فرمایا﴿اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا﴾(البقرة: 166)‘‘۔(ملفوظات جلد اول صفحہ 87-88۔جدید ایڈیشن)

پس یہ اس حدیث کی وضاحت ہے کہ کس طرح ندامت اور پشیمانی کا اظہار ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہر وقت استغفار کرتے ہوئے اس کے حضور جھکے رہیں اور اس دنیا کے گند سے بچتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اس کی محبت حاصل کرنے والے ہوں۔اور جب ہم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر لیں گے تو کبھی کوئی شیطان ہمیں دنیا کے گناہوں کی دلدل میں دھکیل نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق دے۔آمین

بقیہ: دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالی از صفحہ نمبر 12

یہاں بھی سارا جائزہ لیں اور مسجد تعمیر کریں۔

حضور انور نے ان وفود سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ تنزانیہ کے جلسے کے پروگرام سے لطف اندوز ہوئے ہیں ،اس سے فائدہ اٹھایا ہے؟ممبران نے بتایا کہ ہم نے جلسہ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

حضور انور نے ملاوی اور برونڈی کے وفود سے فرمایا کہ آپ اپنے اپنے ملک میں بڑی جماعت بنائیں تاکہ میں وہاں کا بھی دورہ کر سکوں۔ممبران نے جواباً کہا کہ ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے۔

زیمبیا (ZAMBIA) سے 48افراد پر مشتمل وفد دو دن کا سفر بذریعہ بس طے کر کے جلسہ تنزانیہ میں شمولیت کے لئے پہنچا تھا۔حضور انور نے وفد سے زیمبیا کے جماعتی حالات دریافت فرمائے اور عاملہ کے ایک ممبر سے کہا کہ جب آپ تنزانیہ جیسا جلسہ کریں گے اور اتنی بڑی تعداد ہوگی تو پھر میں آپ کے ملک آؤں گا۔اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم انشاء اللہ اس کے لئے دو سال میں کوشش کریں گے۔

حضور انور نے زیمبیا کے مبلغ سلسلہ اور وفد کے ممبران کو ہدایت فرمائی کہ تبلیغ کے لئے ہنگامی بنیادوں پر پروگرام بنائیں اور تبلیغی میدان میں زیادہ سے زیادہ کامیابیاں حاصل کریں۔فرمایا آپ لوگ جلسہ کی تقاریر سُن کر چارج ہوئے ہوں گے۔اب جب واپس جائیں تو احمدیت کی خاطر مزید مستعدی سے کام کریں۔حضور انور نے زیمبیا کے وفد سے بھی تاثرات دریافت فرمائے۔وفد کے ایک ممبر نے بتایا کہ ہم نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ حضور انور کو دیکھا ہے۔جلسہ سے ہم نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

آخر پر حضور انور نے ان تینوں ممالک کے وفود کے ممبران کو شرف مصافحہ بخشا۔تینوں ممالک کے وفود سے یہ اجتماعی ملاقات آٹھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔اس کے بعد حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لے جا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیامگاہ ہوٹل MOVINPICK تشریف لے گئے۔

جماعت نے حضور انور کے اعزاز میں ایک Reception (تقریب عشائیہ) کا اہتمام Africa Hotel میں کیا ہوا تھا۔نو بجکر دس منٹ پر حضور انور اس تقریب کے لئے ’’افریقہ ہوٹل‘‘ تشریف لے گئے۔اس تقریب میں دارالسلام کے ڈپٹی میئر Mr.Hanzuruh، تنزانیہ مسلم کونسل کے جنرل سیکرٹری Sheikh Gorogosi، برٹش ہائی کمیشن تنزانیہ کے نمائندہ ،زیمبین ایمبیسڈر کے نمائندہ اور کانگو ایمبیسڈر کے نمائند شامل ہوئے۔

حضور انور ان مہمانوں سے گفتگو فرماتے رہے۔اس تقریب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی اور یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔رات دس بجکر 35منٹ پر حضور انور واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

قطعات

منہاجِ نبوت

تھا مہدی معہود نے آنا اُسے ڈھونڈھو
اک شخص نے دعویٰ تو کیا ہے اُسے دیکھو
اُس شخص کے دعوائے نبوت پہ کرو غور
لیکن اُسے منہاجِ نبوت پہ ہی پرکھو

انبیاء

ہوتے ہیں انبیاء ہی جہاں میں خدا نما
گو اس جہاں میں ظاہر و باطن بھی ہے خدا
اس کا ظہور ہوتا ہے ان کے وجود سے
وارد جب اپنے آپ پہ کرتے ہیں وہ فنا

ابوبکرؓ

اُس کا ایمان دوستی کا وار
وہ فدائی وہ پیکرِ ایثار
صدقِ صدیق پر خدا بھی گواہ
ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَار

(عبدالمنان ناہید)

بقیہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود ۔از صفحہ 4

شخص باپ کی طرف سے نسلاً عرب تھا لیکن اس کا باپ مدینہ کے یہودی قبیلے بنونضیر کا حلیف بن گیا تھا اور اس نے اتنا اثر ورسوخ حاصل کرلیا کہ قبیلے کے سردار ابورافع نے اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دی۔اس شادی سے کعب پیدا ہوا۔کعب اپنے باپ سے بھی زیادہ بااثر ہو گیا اور وہ عرب کے تمام یہود کا ایک بڑا سردار سمجھا جاتا تھا۔وہ دولتمند ہونے کے ساتھ شاعر بھی تھا لیکن مخالفت میں انتہائی پستی تک گرنا اس کی سرشت میں شامل تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے بعد دیگر یہود کی طرح وہ بھی میثاق مدینہ میں شامل تھا لیکن وہ مذہبی طور پر شروع سے مسلمانوں کا شدید مخالف تھا۔اس کی عادت تھی کہ یہودی علماء کی مالی مدد کیا کرتا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ آمد کے بعد جب یہ علماء اس کے پاس جمع ہوئے تو اس نے ان سے پوچھا کہ تمہارا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا خیال ہے؟۔ ان علماء نے جواب دیا کہ بظاہر تو یہ وہی معلوم ہوتے ہیں جن کی خبر ہماری کتب میں دی گئی ہے۔یہ جواب سن کر کعب بہت ناراض ہوا اور انہیں کچھ دیئے بغیر ہی چلتا کر دیا۔ان علماء کو جب مالی نقصان ہوتا نظر آیا تو وہ دوبارہ اس کے پاس گئے اور کہا کہ ہم اپنی رائے میں غلطی پر تھے، یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہمیں انتظار تھا۔یہ سن کر کعب بہت خوش ہوا اور ان کو مالی مدد دی۔وہ شروع ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے متعلق گستاخانہ شعر کہا کرتا تھا لیکن اس وقت تک یہ مخالفت صرف زبانی ایذاء رسانی تک محدود تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبر کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔غزوۂ بدر کے بعد اس کے جرائم ایسی نوعیت اختیار کر گئے کہ مدینہ کی ریاست کے سربراہ کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے سزائے موت دی گئی۔مستشرقین نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے۔لیکن یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان تحریروں میں کیا تمام حقائق سامنے لائے گئے ہیں یا صرف جزوی نامکمل تصویر سامنے رکھ کر غلط تاثر قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

منٹگمری واٹ صاحب لکھتے ہیں کہ کعب بن اشرف کا جرم یہ تھا کہ غزوۂ بدر کے بعد وہ مدینہ سے مکّہ چلا گیا اور اس نے وہاں مسلمانوں کے خلاف اشعار لکھے،جس کے جواب میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت حسان بن ثابتؓ نے اشعار لکھے۔بس اس جرم میں اس کو سزائے موت دے دی گئی۔اس کے بعد بظاہر ہمدرد بن کے لکھتے ہیں کہ اب تو تہذیب کا دور ہے اس لئے اس قسم کے فعل کو برداشت نہیں کیا جاتا لیکن اُس دور میں دوسرے گروہ کے آدمی کو قتل کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔اس طرح ایک طرف تو وہ اپنے سر پر مہذّب ہونے کا تاج سجا رہے ہیں اور دوسری طرف وہ اس سزائے موت کو ظلم قرار دے رہے ہیں۔

(Muhammad,Prophet and Statesman page 128-129)

پھر ولیم میور صاحب اس واقعہ کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ کعب نے بدر کے بعد اشعار کے ذریعہ قریش کو انتقام لینے پر اکسایا تھا۔اور پھر لکھتے ہیں یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات ظالمانہ انتہا پسندی کی طرف جا رہی تھیں۔

(The Life of Muhammad by William Muir page 247-248)

مندرجہ بالا حوالوں میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ بیچارے کعب نے تو صرف چند اشعار ہی کہے تھے لیکن اتنی سی بات بھی برداشت نہ کی گئی اور اس کو محض اشعار کہنے پر قتل کر دیا گیا۔اب حقائق کا جائزہ لیتے ہیں کہ اس کا جرم صرف اشعار کہنا تھا یا اور سنگین جرائم بھی کئے تھے۔

غزوۂ بدر کے بعد جب حضرت زید بن حارثہؓ فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے تو اس کو یقین نہ آیا اور اس نے کہا کہ یہ لوگ عرب کے معزز ترین لوگ تھے اور لوگوں کے بادشاہ تھے،اگر محمد (ﷺ) نے اِن لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو زمین کے اوپر رہنے سے اس کے پیٹ میں چلا جانا بہتر ہے۔جب مسلمانوں کا لشکر مدینہ پہنچا اور ان کے ہمراہ قیدی بھی آ گئے تو خبر کی صداقت ظاہر ہو گئی اور معاندین ذلیل ہو گئے۔اِس کے بعد کعب بن اشرف مکّہ روانہ ہو گیا۔مکّہ پہنچ کر اس نے قریش کے مرنے والوں پر ماتمی اشعار کہنا شروع کئے اور ان کو مسلمانوں سے انتقام لینے پر اکسانا شروع کیا۔جب اس نے دیکھا کہ ان کے جذبات اچھی طرح انگیخت ہو گئے ہیں تو کعب نے انہیں خانہ کعبہ کے گرد جمع کر کے ان کے ہاتھوں میں خانہ کعبہ کا غلاف دے کر یہ حلف لیا کہ وہ مسلمانوں سے جنگ لڑ کر انہیں قتل کریں گے۔یہ سازش کعب کی طرف سے واضح عہد شکنی اور غدّاری تھی۔وہ میثاقِ مدینہ میں شامل تھا اور اس میں عہد کر چکا تھا کہ مسلمانوں کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا بلکہ بیرونی حملے کی صورت میں مدینہ کے مشترکہ دفاع میں حصہ لے گا۔اور اب معاہدہ کے برعکس وہ نہ صرف قریش کو اکسا رہا تھا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کو قتل کریں بلکہ اِس سازش کو مضبوط کرنے کے لئے اس امر پر ان سے عہد بھی لے رہا تھا۔اگر یہ غداری نہیں تھی تو غدّاری کسے کہتے ہیں۔یہی وہ جرم ہے جس کو قانون کی اصطلاح میں treason کہا جاتا ہے اور آج بھی دنیا کے ہر قانون میں اس کے مجرم کے لئے سخت ترین سزا موجود ہے۔جب اس کی ہجو کے جواب میں حضرت حسانؓ کے کہے ہوئے اشعار کی شہرت مکّہ تک پہنچی تو جن لوگوں کے ہاں وہ مہمان تھا انہوں نے تنگ آ کر اسے وہاں سے چلتا کیا۔وہاں سے نکل کر اس نے مختلف قبائل کا دورہ کر کے انہیں مسلمانوں کے خلاف اکسایا کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کریں۔پھر وہ مدینہ واپس آ گیا۔اور وہاں مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے اشعار کہنا شروع کئے۔

(زرقانی جلد 2 صفحہ 368 تا388)

اُس زمانے کا رواج ہو یا اِس زمانے کا کوئی بھی قانون یا آئین ہو،جب ایک مجرم ایک ریاست کے خلاف اس قسم کا جرم کر کے اس کی حدود میں واپس آ جائے تو اس کے خلاف فوری کارروائی کر کے اس کو سخت ترین سزا دی جاتی ہے۔اس کا جرم صرف treason کا نہیں بلکہ high treason کا تھا۔مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فوری طور پر سزا نہیں دی بلکہ کچھ عرصہ انتظار فرمایا۔ہوسکتا ہے کہ ایک ناواقف اعتراض کرے کہ ایسا کرنے سے مدینہ کے شہریوں کی زندگی خطرے میں پڑتی تھی ۔لیکن حقیقت یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو اور رحم ہر قانون اور مصلحت پر حاوی ہوتا تھا۔آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت تھے، اور اسی طرح دشمنوں کے لئے بھی رحمت تھے۔لیکن یہ کعب کی بدنصیبی تھی کہ اس نے اِس مہلت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے ،مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے مسلمان عورتوں کے متعلق نازیبا اشعار کہنے شروع کر دیئے۔اس کا مقصد سوائے اِس کے کچھ نہیں تھا کہ مسلمان غصّے میں آ کر کوئی قدم اٹھائیں اور مدینہ کے مختلف گروہ ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہو جائیں۔اور یہ بھی محض اتفاق نہیں ہوسکتا کہ کعب بن اشرف جو بنونضیر کا ایک اہم سردار تھا مکّہ جا کر ابوسفیان اور دیگر سردارانِ قریش سے ملتا ہے اور ان کو مسلمانوں کے قتل وغارت پر اکساتا ہے،اور چند ماہ کے بعد ابوسفیان رات کی تاریکی میں مدینہ میں داخل ہوتا ہے اور سیدھا بنونضیر کے محلے میں جاتا ہے اور وہاں کعب کے قبیلے بنونضیر کا خزانچی سلام بن مشکم اس کی ضیافت کرتا ہے اور مسلمانوں کے حالات کی مخبری کرتا ہے۔ان تاریخی حقائق سے صرف ایک ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ کعب کی سازشوں کا جال پھیل رہا تھا اور ان سازشوں کے نتیجے میں مدینہ کے کئی بااثر یہود اپنے معاہدہ کو توڑ کر قریشِ مکّہ سے ساز باز کر رہے تھے تا کہ ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی قتل وغارت کی جا سکے۔زرقانی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش بھی تیار کی تھی۔(زرقانی جلد 2 صفحہ 381)

ان حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو سزائے موت دینے کا فیصلہ فرمایا۔میثاقِ مدینہ کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی ریاست کے سربراہ بھی تھے۔اور اس ریاست کے خلاف سازش اور غدّاری کرنے والوں کو سزا دینے کا آپ کو مکمل حق تھا۔اس وقت کے مخصوص حالات میں آپ نے کعب کو سزائے موت ایسے طریق میں دلوائی کہ اس کے نتیجے میں خانہ جنگی شروع ہونے کا احتمال کم سے کم ہو۔یہ ڈیوٹی آپ نے قبیلہ اوس کے ایک صحابی محمد بن مسلمہؓ کے سپرد فرمائی کہ وہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ کے مشورے سے کعب بن اشرف کو سزائے موت دیں۔چونکہ ان حالات میں اسے خاموشی سے سزائے موت دینا بہتر تھا اس لئے حضرت محمد بن مسلمہؓ نے دو تین ساتھیوں کو اپنے ہمراہ لیا اور کعب کے پاس جا کر کہا کہ ہمارے صاحب (یعنی نبی اکرم ﷺ) ہم سے صدقہ مانگتے ہیں اور ہم تنگدست ہیں، کیا تم ہمیں کوئی قرض دے سکتے ہو؟ کعب یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ تم جلد اس شخص کو بیزار ہو کر چھوڑ دو گے۔پھر اس نے کہا کہ ہاں میں تمہیں قرض دوں گا مگر تم کوئی چیز رہن رکھواؤ۔صحابہ نے دریافت کیا کہ کیا چیز رہن رکھوائیں ۔اس پر وہ بد باطن شخص کہنے لگا کہ اپنی عورتوں کو رہن رکھوا دو۔اس پر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے جواب دیا کہ تمہارے جیسے شخص کے پاس کوئی اپنی عورتیں کیسے رہن رکھوا سکتا ہے۔اس پر اس نے کہا کہ اپنے بیٹے رہن رکھوا دو۔اس پر اسے جواب دیا کہ اس طرح تو انہیں ساری عمر طعنہ ملے گا کہ تم چند وسق اناج کے عوض رہن رکھے گئے تھے۔ البتہ ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار رہن رکھوا سکتے ہیں۔ اس پر کعب تیار ہو گیا۔اب قرض دیتے وقت کوئی کسی کے بیوی بچے تو رہن نہیں رکھتا اور نہ ہی عرب میں اس کا رواج تھا۔اس پر اصرار کرنے سے کعب کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ مسلمانوں کے ایک طبقے کو بے بس کر کے ان کو اپنے قبضے میں لے لے۔یہ صحابہؓ رات کو اس کے پاس ہتھیار لے کر آئے اور جب وہ باہر آیا تو اسے ذرا دور لے جا کر سزائے موت دی۔جب صبح کو اس کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو یہود آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور شکایت کی کہ ہمارا آدمی قتل کر دیا گیا۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کے کرتوت یاد کرائے جس پر وہ خاموش ہو گئے کیونکہ وہ ان سے واقف تھے۔پھر نبی اکرمؐ نے انہیں نئے معاہدے کی پیشکش کی جس پر ان کے اور مسلمانوں کے درمیان معاہدے کی تجدید کی گئی۔(سنن ابو دائود)

یہ واقعات واضح طور پر دکھا رہے ہیں کہ کعب بن اشرف کا جرم غدّاری (treason) تھا جس کی اس کو سزا دی گئی تھی اور اس کی سازش کے نتیجے میں مدینہ میں حالتِ جنگ پیدا ہو گئی تھی۔دوسری طرف واٹ صاحب اور میور صاحب جیسے مستشرقین یہ تحریر کر رہے ہیں کہ کعب کو محض مخالفانہ اشعار کہنے پر قتل کر دیا گیا تھا۔گویا وہ اس گرمی میں اتنا طویل سفر کر کے، صرف مشرکینِ مکہ کو اپنے اشعار سنانے گیا تھا یا وہاں پر کوئی مشاعرہ ہو رہا تھا جس میں اسے خصوصیت سے مدعو کیا گیا تھا۔گویا ان کے نزدیک اگر کسی ریاست کا شہری اس ریاست کے مخالفوں کے پاس جائے اور انہیں اکسائے کہ اس ریاست پر حملہ کریں اور پھر اس معاملے میں ان سے عہد بھی لے۔اور اسی پر بس نہ کرے بلکہ مختلف مقامات کا دورہ بھی کرے اور مختلف گروہوں کو آمادہ کرے کہ وہ اس ریاست پر حملہ کر کے اس کے شہریوں کا خون بہائیں،تو وہ ریاست کے خلاف غداری کا مرتکب نہیں ہوتا۔اگر یہ غدّاری نہیں تو غدّاری اَور کسے کہتے ہیں؟۔

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

لاطینی امریکہ اور مایا تہذیب

اقبال احمد نجم --ایم اے شاھد

میکسیکو سے لے کر ارجنٹائن تک کے علاقہ کو لاطینی امریکہ کہا جاتا ہے۔ یہاں سپین اور پرتگال نے کالونیاں بنائیں اور حکومت کی۔ ان ممالک کی زبانیں کیونکہ Latin origin ہیں اس لئے ان کے زیرِ تسلط علاقوں کو بھی لاطینی امریکہ کہا جانے لگا۔ لاطینی امریکہ کے شمالی اور وسطی علاقوں میں ''مایا تہذیب'' پروان چڑھی تھی۔ ان کی تعداد ماہرین نے ساڑھے سات ملین بتائی ہے. یہ تہذیب صفحۂ ہستی سے مٹ چکی ہے۔ میکسیکو، گوائٹے مالا، ہندورا، بے لینز اور بعض کے نزدیک ''پیرو'' (Peru) تک یہ لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ میکسیکو اور گوائٹے مالا اور ہندورا میں ان کے کھنڈرات پھیلے پڑے ہیں جن کو دیکھنے کے لئے سیاح بکثرت یہاں آتے ہیں۔

اس علاقہ میں آبادی برف کے زمانہ میں شروع ہوئی جبکہ الاسکا اور سائبیریا برف کے پُل کے ذریعہ ملے ہوئے تھے اور سطح سمندر 200 فٹ نیچی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آرین نسل کے لوگ خوراک کی تلاش میں اپنے جانوروں کے ساتھ یہاں آئے اور کینیڈا سے لے کر ارجنٹائن تک پھیل گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انڈونیشیا کی طرف سے لوگ کشتیوں کے ذریعہ سے یہاں آئے۔ 2000 سال قبل کی کھوپڑیاں ان علاقوں سے ملی ہیں جواُن کے مشابہ ہیں جبڑوں اور چہرے کی ہڈیاں بالکل اُن جیسی ہیں۔ ان علاقوں میں مکئی کا استعمال ہوتا ہے جس میں امینو ایسڈ جو وٹامن بی کمپلیکس کا ایک اہم رکن ہے نہیں پائی جاتی۔ ان میں چونے کا استعمال بھی بہت ہے غالباً ایک غیر متوازن خوراک دیر تک استعمال کرنے کی وجہ سے ان کے قد پست ہوگئے۔ لیکن کیلشیم کے زیادہ استعمال کی وجہ سے ہڈی مضبوط ہوگئی۔

مَیں نے اپنے قیام گوائٹے مالا میں دیکھا کہ مکئی کی روٹی بہت مشکل سے ٹوٹتی ہے۔ اس کی وجہ معلوم کرنا چاہی تو میرے علم میں آیا کہ یہ مکئی کو ہماری طرح پیستے نہیں بلکہ روزانہ چار پانچ سیر مکئی کھلے برتن میں ڈال کر اس میں نیچے اَن بجھا چونا رکھ کر پانی ڈال دیتے ہیں رات بھر میں یہ مکئی پھول جاتی ہے۔ پھر یہ اس میں سے چھلکے ہاتھوں سے نکال لیتے ہیں اور پانی نتار دیتے ہیں۔ پھر آٹا گوندھ کر روٹی پکاتے ہیں جس میں چونے کی کافی آمیزش ہوتی ہے۔

مایا کے علاقہ میں دو اطراف شامل تھیں۔ ایک طرف بلند ہے اور دوسری نشیبی ہے۔ بلند علاقہ میکسیکو اور کچھ اس میں سے گوائٹے مالا میں ہے جو چیاپاس کے پاس سے ہوتا ہوا دریائے نیگرو سے ہوتا ہوا، دریائے موناگوا کے پاس سے گزر کر وسطی امریکہ کی طرف کا رخ کرتا ہے۔ وادیوں کا علاقہ گوائٹے مالا شہر، کٹ زال ٹناگوا اور کومیتان میں ہے جو مایا تہذیب کے اہم مراکز تھے۔ ٹکّال کی طرف جا کر مایا کے کھنڈرات دیکھنے کے لئے گوائٹے مالا شہر کے فضائی مستقر AURORA سے اکثر سیاح آپ کو ملیں گے۔ اس علاقہ میں جو پے ٹین کا علاقہ ہے ''جوکا ٹان'' کا واحد بلند چونے کا پہاڑ خلیج میکسیکو کی طرف ساحلِ کریبین کے سامنے واقع ہے۔ اور نشیبی علاقوں گوائٹے مالا، لاکانڈون، چیاپاس، میں مایا تہذیب کے کھنڈرات ہیں۔ یہاں سالانہ 70 سے 100 اِنچ تک بارش ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان علاقوں میں پانی کی ایک چادر سی بچھی رہتی ہے۔ غالباً یہی باہر سے حملہ آوروں کے راستہ میں روک رہی اور ''مایا'' کی اس طرف سے حفاظت کا سامان بنی رہی۔ اور ان کی بلندیاں بکثرت بارش کی وجہ سے جنگلات سے ڈھکی پڑی ہیں۔ اٹز کے علاقے میں ہرن اور ٹرکی کثرت سے پائے جاتے تھے۔ ٹکال شہر کی آبادی کوئی ۴۵ ہزار نفوس تھی خوراک یہاں کی مکئی، لوبیا، منڈیوکا تھی۔ (یہ ایک قسم کی پھیکی شکر قندی نما جڑ ہے جو یہاں کے جنگلوں میں بہت ہوتی ہے اور استعمال کی جاتی ہے) جوکوتان میں جب سپینش لوگ آئے اور بشپ آف لانڈا یعنی یا فرائے انتونیو آف سیوداد ریٹال پینی (اس ضلع میں خاکسار کو بھی رہنے کا اتفاق ہوا ہے) نے اکتسمال کے علاقہ کو ۱۵۸۸ء میں دیکھا تو حیران رہ گیا۔ کیونکہ یہاں مایا لوگوں کے کھنڈرات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تہذیب ہڑپہ اور موہنجوداڑو کی ہم عصر ہے۔ ان کی اپنی ایک زبان تھی جو ''کاٹکان'' کہلاتی ہے یہ شہروں اور دیہاتوں میں بولی جاتی تھی۔ اب کانچو پال، توجولا بال، موتوزن ٹلک، چوج بھی بولی جاتی ہیں۔ اور گوائٹے مالا کے علاقوں میں 23 کے قریب زبانیں ہے۔ ان کا طاقتور گروپ 'نے باخ' کے شہر میں تھا اور ایک ہزار سال قبل ایک گروپ کچّے اور کاکچ گل جھیل آتتلان کے اردگرد آباد تھا۔

مایا لوگ علم نجوم اور حساب کے ماہر تھے۔ اُن کا اپنا کیلنڈر تھا۔ علم نجوم کا مرکز کوپان ہندورا میں تھا۔ ان کا چاند مہینہ 29.53 دن کا تھا۔ یہ لوگ جانتے تھے کہ چاند سورج گرہن کب ہوتا ہے۔ وینس اور مشتری کی حرکات سے حساب کرتے تھے۔ وہ یہ جانتے تھے کہ وینس کا سال 584 دن کا تھا۔ آج جو 583ء معلوم ہوا ہے۔ جبکہ یونانی اور رومن وینس کے متعلق نہیں جانتے تھے کہ یہ صبح اور شام کا ستارہ ہے اور نہ ہی ان لوگوں کو حساب میں ''زیرو'' کا علم تھا۔ جبکہ مایا لوگوں نے اپنے حساب کو اس وقت ترقی دی جبکہ ہندو تہذیب کو بھی ابھی اس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا۔ ان کا کیلنڈر 3113BC میں شروع ہوا اور دنوں کا صحیح تعیّن انہوں نے اس وقت کیا۔ ان کا سال 365 دن کا تھا اور 20 دن کے 18 مہینے تھے۔ ان کے چار دیوتا بڑے دیوتا سمجھے جاتے تھے۔ لامات، بین، ازناب اور اَکبال۔ انسانی قربانی کا بھی رواج پایا جاتا تھا جو عام طور پر پکڑے ہوئے غلاموں کی دی جاتی تھی۔ شعرو شاعری کا بھی رواج تھا۔ چنانچہ عظیم بادشاہ Texcoco کے اشعار سپینش (Spanish) میں ترجمہ کئے گئے ہیں۔ ان کی شاعری میں اپنے ملک کی عظمت، جذبات خوشی اور غم اور محبت ونفرت کا ذکر ملتا ہے۔ ان میں جرم نہ ہونے کے برابر تھے۔ قانون سخت تھا، مثلاً زنا کی سزا موت تھی۔ چوری کی سزا غلامی یا موت۔ پبلک میں شراب خوری کی سزا بھی تھی مگر تہواروں کے موقع پر یہ قابلِ معافی جرم ہوتا تھا۔ نظام عدل موجود تھا۔ شادی بیاہ کیلئے بھی قانون تھا۔ جائز وارث کو ہی وراثت ملتی تھی۔ طلاق کی اجازت تھی جو ناقابل اولاد ہونے یا گھر کے فرائض ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوسکتی تھی۔ طلاق یافتہ خاتون آدھے مال کی مالک ہوتی تھی، دوبارہ شادی کرسکتی تھی۔ عورت کاروبار کرسکتی تھی، عدالت میں جاسکتی تھی۔ جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو معلوم کیا جاتا تھا کہ وہ منحوس دن میں پیدا ہوا یا بابرکت دن میں پیدا ہوا۔ چوتھے دن دعوت کی جاتی تھی اور نام رکھا جاتا تھا۔ لڑکیوں کا نام پھولوں کے ناموں پر اور لڑکوں کا نام ان کے پیدا ہونے والے دن کی نسبت سے رکھا جاتا تھا۔ لڑکا لڑکی اپنا جیون ساتھی چُن سکتے تھے۔ اپنے ہی خاندان میں شادی کا رواج نہیں تھا۔ شادی کا دن دونوں کے Signs دیکھ کر رکھا جاتا تھا۔ شادی کے موقع پر دولہا کو ایک خطبہ سننا ہوتا تھا جس میں اللہ کا فرمانبردار رہنے اور محنتی اور خاندان کو بہتر وسائل دینے والا بننے کے لئے اور جنگ میں بہادری دکھانے اور والدین سے حسنِ سلوک کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔

مایا تہذیب جو اتنا پھل پھول رہی تھی کیسے مِٹی اس بارہ میں کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔ تباہی مغرب سے مشرق کو آئی تھی۔ پالانکے کا سنٹر پہلے ختم ہؤا۔ پھر پیٹدرانیگرا، جاکسچیلان، اُسماسنتا دریا کے کنارے جلدی تباہی کی لپیٹ میں آگئے۔ اور پھر ٹکّال کی قربان گاہ تباہ ہوئی۔ نشیب کے لوگ یعنی گوائٹے مالا کے مراکز کے لوگ بچے کُھچے ادھر اُدھر منتقل ہوگئے۔ جن کے پاس کچھ بھی نہ رہا ان میں مذہب کا مضبوط تصور موجود تھا۔ غاروں اور پہاڑ کی چوٹیوں، سیڑھی نما بلند عمارتوں پر عبادات کرتے اور قربانیاں دیتے تھے۔ عیسائیت کے آنے پر یہ لوگ عیسائی تو ہوگئے مگر چُھپ چُھپ کر اپنے پرانے مذاہب پر بھی عمل پیرا رہے۔ کئی بار اُن کو اپنے پرانے مذاہب پر عمل کرتے ہوئے دیکھا بھی گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّـةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَـا نَذِيْرٌ﴾ ہر قوم میں ڈرانے والے گزرے ہیں۔ چنانچہ ان میں بھی ڈرانے والے آئے ہونگے۔ روحوں کا غیر مرئی مخلوق کے طور پر تصور، رؤیا، کشف والہام کا وجود ان میں موجود ہے۔ ان کا علاقہ زلزلوں کا علاقہ ہے اس بنا پر اغلباً یہ کسی نذیر کے انذار کی نظر ہوگئے یا پھر کسی قدرتی آفت کا شکار ہوگئے۔ اب ان کو مسیح آخرالزمان علیہ السلام کا پیغام پہنچانا ہمارا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆

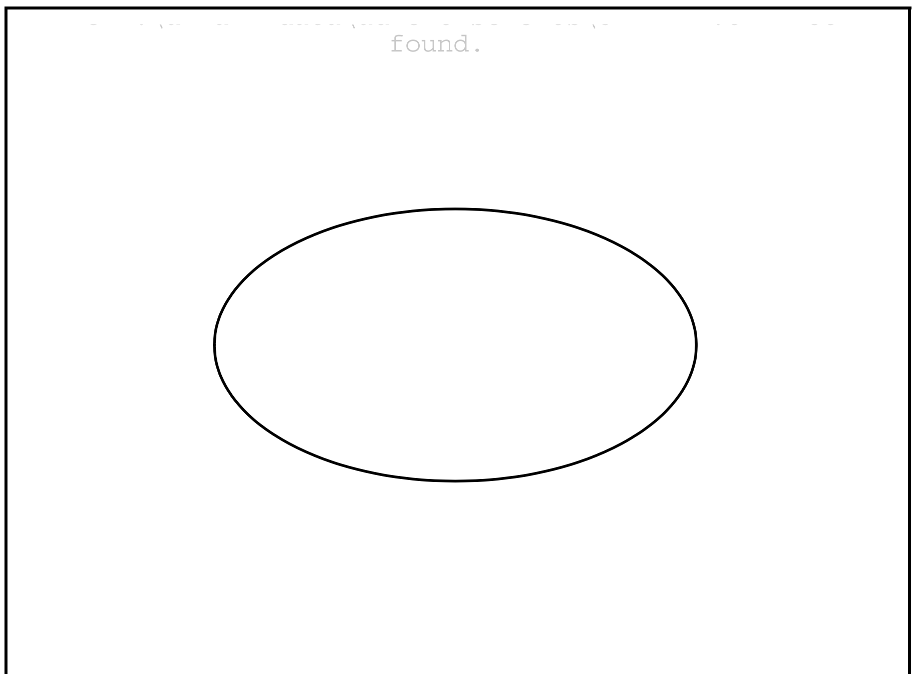

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

شہد کی مکھی کا حفظانِ صحت میں اہم کردار

(مرسلہ: ملک ہارون بابر۔ جرمنی)

رائل جیلی اور پھولوں کے بُور میں قدرتی توانائی بہت اکٹھی ہوتی ہے۔جن کو پولن Polen بھی کہا جاتا ہے۔پولن میں خوراک کے اہم اجزاء پائے جاتے ہیں۔کرہ ارض پر پودوں کی تاریخ اور شہد کی مکھی میں صحت کے بہت سے راز پوشیدہ ہیں۔اب تک ہونے والی تحقیق کے مطابق چار اہم قدرتی اجزاء جن میں شہد، پروپولس، پولن (پھولوں اور پودوں کا بُور) اور رائل جیلی ہیں جو مختلف بیماریوں میں خصوصاً پولن اور رائل جیلی شفا کا موجب بنتے ہیں۔

پولن کو شہد کی کھیاں اہم غذائی جزو کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔شہد کی کھیاں پولن اکٹھا کرنے سے پہلے تھوڑا سا شہد اپنی ٹانگوں پر مل لیتی ہیں اور پھولوں سے بور حاصل کرتے وقت چھوٹی چھوٹی گولیاں بناتی ہیں اور اپنی ٹانگوں کے پیچھے جیبوں میں محفوظ کر لیتی ہیں اور اُسے لے کر اپنے چھتے کی طرف اُڑ جاتی ہیں۔شہد کی کھیاں دوسرے کیڑے مکوڑوں کی نسبت بہت طریقے، سلیقے سے اور منظم طور پر کام کرتی ہیں۔وہ ایک خاص لمبے عرصے تک ایک ہی جگہ پر پھولوں اور پودوں کا رس چوستی ہیں اور بُور اکٹھا کرتی ہیں۔ایک شہد کے چھتے کی کھیاں سال بھر میں 30 سے 60 کلوگرام تک پھولوں اور پودوں سے رس اور بور اکٹھا کرتی ہیں ایک عام شہد کی مکھی کی عمر عموماً چار ہفتے تک ہوتی ہے۔نوخیز مکھیاں چھتے کے خانوں کی صفائی کا کام کرتی ہیں۔ انڈوں سے نکلنے والے لاروں کو کھانا پلانا اور ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کا کام بھی کرتی ہیں۔دس دن کی عمر کے بعد وہ چھتہ بنانا سیکھتی ہیں۔اور چھتے کی حفاظت بھی کرتی ہیں۔بیس دن کی عمر کے بعد وہ پھولوں اور پھلوں سے بور اکٹھا کرتی ہیں اور رس چوس کر شہد بنانے کے عمل کو سرانجام دیتی ہیں اسی طرح دیگر تمام ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں۔

پھولوں اور پودوں کے بُور میں بنیادی اجزاء میں جو وٹامنز پائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں :

(A.B.C.D.E.B1.B2.B3.B5.B6.H)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کیمیائی اجزاء اور مرکبات ہوتے ہیں۔بعض ان میں تیزابی اثر والے بھی ہوتے ہیں اور بعض نمکیاتی اجزاء بھی ہوتے ہیں۔ پولن میں پچاس سے زائد ایسے اجزاء بھی ہوتے ہیں جو زندگی کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہوتے ہیں جن میں سے انڈے کی سفیدی والے اجزاء ، چکنائی ، کاربوہائیڈریٹس (نشاستہ)، شکر، ایمونیو ایسڈ (Amonio Acids) اور خوشبو کے اجزاء وغیرہ پائے جاتے ہیں۔

روزانہ کی غذا میں انسان کو دو یا تین انڈوں کی ضرورت ہوتی ہے یا 150 گرام گائے کے گوشت کی۔ سبزی خور لوگ اپنے لئے دو بڑے کھانے کے چمچے پولن کے استعمال سے یہ قوت اور طاقت حاصل کر سکتے ہیں۔اس موضوع پر رومانیہ کے ایک سائنسدان Uccusic کی تحقیق خاصی دلچسپ ہے۔ Oligotherapie طریقہ علاج کی کامیابی بڑی مشہور ہے۔یہ طریقہ علاج پولن کے اعلیٰ اجزاء (Spuren Element) کی وجہ سے بڑا پر اثر اور طاقت کا حامل ہے۔نئی تحقیق کی روشنی میں آدمی کو 60 سے 80 مختلف نمکیاتی اجزاء درکار ہوتے ہیں جن میں سے 14 تو زندگی کے لئے نہایت ضروری اور اہم ہیں۔تقریباً 28 نمکیاتی اجزاء تو پولن کے اپنے اندر موجود ہوتے ہیں اس لئے پھولوں اور کلیوں کے بور کا استعمال کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔نئے تجربات اس کی تائید اور تصدیق کرتے ہیں۔شہد اور پولن کا استعمال حیواناتی اور انسانی زندگی کو بڑھاتا ہے۔

Wikinger جیسی مخلوق شہد اور پھولوں کے بُور پولن کا بھرپور استعمال کرتے ہیں جس سے ان کے اجسام مختلف قسم کے قدرتی وٹامن کی طاقت پاتے ہیں۔فرانسیسی تحقیق کے مطابق 70 سال اوسط عمر کے عوام عموماً شہد اور پولن کے استعمال سے جسمانی اور ذہنی طور پر صحت مند رہتے ہیں۔

روس کے ایک سائنسدان Dr. Stangaciu جو Api-Therapie کے ماہر ہیں جنہوں نے اپنے تجربات سے ثابت کیا ہے کہ بہت سی امراض مثلاً خون کے دباؤ میں کمی یا زیادتی ، بھوک نہ لگنا ، ڈیپریشن ، انتڑیوں کی تکلیف قبض، اعصابی کھچاؤ، جنسی قوت میں کمی، ذہنی عدم توجہ، سوزش، پٹھوں کی کمزوری جیسی امراض پولن اور شہد کے استعمال سے شفا پاتی ہیں ۔1945ء سے لے کر اب تک 150 مختلف کیسوں میں صورت احوال کے تجزیے سے سائنسی طور پر یہ حقیقت سامنے آئی ہے۔پولن اور شہد کا استعمال بہت مفید اور ممد ہے۔اس سے بہت حد تک خدائی کلام کی تصدیق ہوتی ہے کہ شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔

کینیڈا کے ایک ہسپتال کی تحقیق کے نتائج سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ Prostrat Growth یا سوزش کی صورت میں پولن کا استعمال فائدہ دیتا ہے۔ 1976ء میں Dr. Mikailescu نے رپورٹ پیش کی کہ Prostat Growth کے مرض میں 600 مریضوں میں سے 94% کو پولن کے استعمال سے آرام اور افاقہ ہوا۔

45 سال کی عمر کے بعد مرد حضرات کے جسموں میں قدرتی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں تو مختلف عوارض کا لاحق ہونا کوئی حیرانی یا اچھنبے کی بات نہیں۔ان تکالیف میں تھکاوٹ، سستی کاہلی، جسم میں درد، نیند میں خلل اور بے قاعدگی، جنسی کمزوری اور زندگی سے بیزاری وغیرہ عام ہیں۔اس دلچسپ تحقیق اور مطالعے پر آسٹریا کی ویانا یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر مارکوس مٹیکا (Dr. Metka) کی ہدایت کے مطابق خالی معدہ 2 یا 3 کیپسول (جو شہد کی مکھیوں کے حاصل کردہ پولن کے ہوں) کافی زیادہ محلول کے ساتھ استعمال کئے جائیں تو درج بالا تکالیف سے نجات مل جاتی ہے۔اس سے آدمی کے اندر کی طاقتیں اور توانائیاں بحال ہو جاتی ہیں۔تھکاوٹ، جنسی کمزوری اور اعصابی کھچاؤ وغیرہ سے چھٹکارہ مل جاتا ہے۔خواتین کے امراض میں بھی یہ ہدایت مفید ہے۔پھولوں کے بُور کے دو بڑے کھانے کے چمچے روزانہ استعمال کرنے سے بچے ، بڑے غذائیت اور توانائی سے بھرپور ہو جاتے ہیں۔

شہد کی مکھیوں پر ریسرچ کرنے والے سائنسدان بار بار یہ مشورہ دیتے ہیں کہ کم از کم دو ماہ تک روزانہ دو چائے والے چمچے شہد کی مکھیوں کا حاصل کردہ بُور استعمال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔بچوں کے لئے پولن کی 10 گرام مقدار اور بڑوں کے لئے 20 گرام ہے۔پولن چھ ماہ سے زیادہ پرانا نہیں ہونا چاہئے۔یہ پولن خاص دو کانوں سے حاصل کئے جاتے ہیں ان کو نمی اور روشنی سے محفوظ رکھنا چاہئے۔ہر کس و ناکس کو پولن کا ذائقہ نہیں آتا اس لئے ان کو خالص حالت میں استعمال کرنا مشکل لگتا ہے۔بعض لوگ اسے کسی سیّال مادے دودھ یا جوس کے ساتھ پینا پسند کرتے ہیں۔زیادہ بہتر ہے کہ پولن کو ناشتے میں استعمال کیا جائے۔ایک سروے کے مطابق ایک چمچہ شہد کی مکھیوں کا حاصل کردہ پولن ایک گلاس دودھ یا جوس میں اچھی طرح حل کریں اور اس میں ایک چمچہ شہد ملالیں اور پی کر لذت اُٹھائیں اس سے آپ کو دن بھر کے لئے قوت اور توانائی مل جائے گی۔چھوٹے بچے پولن کو ناشتے کے دوران کارن فلیکس (Corn Flacks) وغیرہ میں شامل کر کے استعمال کر سکتے ہیں اور قوت اور طاقت حاصل کر سکتے ہیں۔

رائل جیلی شاہانہ غذائی مشروب کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔شہد کی مکھیوں کی ملکہ ساری زندگی رائل جیلی پر ہی زندہ رہتی ہے۔جب شہد کی کھیاں ابتداء میں انڈوں سے نکل کر سونڈیوں کی شکل میں ہوتی ہیں تو انہیں صرف دو سے تین دن تک رائل جیلی کھلائی جاتی ہے جب کہ مکھیوں کی ملکہ یہ حیران کن غذا رائل جیلی روزانہ استعمال کرتی ہے اور روزانہ دو ہزار انڈے دیتی ہے اور چار سے پانچ سال تک زندہ رہتی ہے جبکہ عام شہد کی مکھی جو ابتدا میں صرف دو سے تین دن تک رائل جیلی کھاتی ہے صرف چار ہفتے تک زندہ رہتی ہے۔ قدرت کا یہ مخفی راز ابھی تک سائنسدانوں کی سمجھ میں نہیں آسکا۔

پولن کا روزانہ کا استعمال انسانوں کی زندگی کو بڑھاتا ہے اور صحت کو بھی بہتر رکھتا ہے۔پولن میں نمکیاتی اجزاء، انڈے کی سفیدی، چکنائی، شکر، وٹامنز اور مختلف قسم کے ہارمونز کے استعمال کا نتیجہ بھی اس سے ملتا جلتا نکلتا ہے۔

اس سائنسی اور فنی دور میں رائل جیلی اور اس کے بعض اجزاء کے فوائد ابھی انسان کو معلوم نہیں لیکن پھر بھی Dr. Stangaciu کی ریسرچ کے مطابق رائل جیلی بہترین غذا اور دوا ہے جو مختلف قسم کی الرجیوں میں تجویز کی جاتی ہے۔مثال کے طور پر دماغی کمزوری ، دفاعی نظام کی کمزوری، یادداشت کی کمزوری، خون کے دباؤ میں کمی یا زیادتی میں، دل کی حرکت کی معمول پر بحالی کے لئے، ہرنیا وغیرہ کی تکالیف میں انتہائی مفید اور ممد ہے اس کا مسلسل اور لگاتار استعمال انسانی زندگی کو بڑھاتا ہے۔

اٹلی، فرانس اور یورپ کے مختلف ممالک سے ملنے والی تحقیقی رپورٹوں سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ رائل جیلی کے ذریعہ علاج سے بینائی یعنی قوت بصارت، دماغی کمزوری یعنی یادداشت کی کمی اور ہڈیوں کے بڑھنے میں مدد ملتی ہے۔رائل جیلی عمومی طور پر سارے جسم کو طاقتور اور توانا بناتی ہے اور جگر سے زہریلے مادوں کو نکال باہر کرتی ہے اس عمل کو ترقی اور تیزی دیتی ہے۔

Der Imker Johan Machinek تجویز کرتا ہے کہ روزانہ بہت معمولی مقدار خالص رائل جیلی کی زبان کے نیچے رکھ کر اسے خود منہ میں حل ہونے دیا جائے جس سے رائل جیلی براہ راست منہ کے لعاب کے ذریعہ جسم میں شامل ہوتی ہے اور معدے اور انتڑیوں میں پہنچتی ہے۔رائل جیلی قدرے کڑوی بھی ہوتی ہے۔رائل جیلی کو شیشے کی بوتل میں ٹھنڈی جگہ پر رکھنا چاہئے اور روشنی سے براہ راست بچانا چاہئے۔ اس دوا کو لینے کی مختلف صورتیں ہیں جو ڈرگ سٹور اور ریفارم ہاؤسز سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔پینے کی چھوٹی بوتلوں کی صورت میں، کیپسول اور گولیوں کی شکل میں بھی دستیاب ہیں۔

osmetic Industry میں رائل جیلی اور پولن کا استعمال ہوتا ہے جس سے بہت سے ایسے مرکبات تیار کئے جاتے ہیں جن سے جسم کی جلد کی اندرونی اور بیرونی صفائی ہوتی ہے جلد پر داغ اور دھبوں کو دور کرنے میں مفید ہے۔جلد کی قدرتی چمک بحال کرتی ہے۔

شہد کی مکھی انسانی صحت و تندرستی میں مثالی کردار ادا کرتی ہے۔اگر کسی کو شہد کی مکھیوں اور ان کے روزانہ کے کاروبار میں مزید دلچسپی ہو تو جرمن پروفیسر ڈاکٹر فان فریش (Prof. Dr. Karl Von frisch) کی مشہور زمانہ فزیالوجی کی کتاب جس کو برلن کے مشہور ادارے Springer Verlag نے شائع کیا ہے جو ہر لائبریری میں دستیاب ہے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

(نومبر-دسمبر 2003ء میں Weg zur Gesundheit میں صفحہ 148-152 پر PIA HELPEN کے چھپنے والے مضمون کا ترجمہ و تلخیص)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط و کتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

شعبہ وقفِ نو، ناروے کے زیرِ اہتمام
تیسرے سالانہ اجتماع کا انعقاد

(رپورٹ: شاہد عمر ناصر ۔ سیکرٹری وقف نو ۔ ناروے)

شعبہ وقفِ نو ناروے کے زیرِ اہتمام واقفین نو بچوں کا تیسرا سالانہ دو روزہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسجد نور، اوسلو میں بروز پیر، منگل 21، 22 مارچ 2005ء کو منعقد ہوا۔ اجتماع کی تیاری کے سلسلے میں کام ماہ دسمبر 2004ء سے ہی محترم زرتشت منیر صاحب امیر جماعت کی اجازت سے شروع کر دیا گیا تھا۔ اجتماع کا نصاب جنوری 2005ء کے پہلے ہفتہ میں واقفین / واقفات میں تقسیم کر دیا گیا تھا تا کہ واقفین / واقفات اجتماع میں مکمل تیاری کے ساتھ شامل ہوں۔ اجتماع کے نصاب کی تقسیم کے بعد اس بات کا جائزہ لیا جاتا رہا کہ تمام مقابلوں میں زیادہ سے زیادہ واقفین / واقفات حصہ لے سکیں۔ خاص طور سے کوشش کی گئی کہ اوسلو سے دور رہنے والے واقفین / واقفات بھی اجتماع میں حصہ لیں۔ حلقہ کرستیان ساند، جو اوسلو سے تقریباً چھ گھنٹے کی مسافت پر ہے، کے واقفین نے محترم سیکرٹری صاحب وقفِ نو حلقہ کرستیان ساند کی نگرانی میں اجتماع میں بھرپور طریقے سے شرکت کی۔ اسی طرح اوسلو شہر سے باہر رہنے والے واقفین و واقفات نے بھی اجتماع میں شرکت کی۔

اجتماع سے قبل بروز اتوار اجتماع گاہ کی تزئین کے لئے خاص طور پر تیار کئے گئے پوسٹر لگائے گئے جن پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرمودات جو کہ وقفِ نو کے بارے میں انہوں نے اپنے خطبات میں فرمائے تھے لکھے گئے۔ اجتماع کے پہلے روز ساڑھے دس بجے رجسٹریشن شروع ہوئی اور تمام آنے والوں کی رجسٹریشن کی گئی۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے نے کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور اس کے اردو ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں ایک واقفِ نو بچے نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام پیش کیا۔ مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ سلسلہ نے خطاب فرمایا جس میں انہوں نے والدین کی توجہ واقفین کی تربیت کی طرف مبذول کرائی۔ محترم امیر صاحب نے بچوں کو مختلف ہدایات دیں اور دُعا کے ساتھ اس بابرکت اجتماع کا آغاز کیا۔ اجتماع کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خطبات کے اقتباسات کی سلائڈز بھی وقتاً فوقتاً دکھائی گئیں۔

افتتاحی اجلاس کے بعد علمی مقابلہ جات شروع ہوئے اور یہ بات دیکھنے میں آئی کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے دونوں دن واقفین اور واقفات نے بڑی تیاری کے ساتھ ان مقابلوں میں حصہ لیا۔ 11:30 بجے سے لے کر شام 19:00 بجے تک تمام معیاروں کے تلاوت، تقریر، حفظِ قرآن اور دینی معلومات کے مقابلے جاری رہے۔ اس دوران نماز ظہر و عصر اور کھانے کا وقفہ بھی کیا گیا۔

اگلے دن صبح گیارہ بجے تلاوت قرآن کریم اور نظم کے ساتھ اجتماع کے دوسرے دن کا آغاز ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی مختلف مقابلہ جات شروع ہو گئے۔

اس اجتماع کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں دوسری دفعہ بیت بازی کا مقابلہ رکھا گیا۔ معیار اوّل کا دینی معلومات کا مقابلہ تین واقفین / واقفات پر مشتمل ٹیموں کے درمیان کرایا گیا۔ بیت بازی کے مقابلہ کو تمام واقفین و واقفات اور حاضرین نے بھی بہت پسند کیا۔ مقابلے صبح 11:30 بجے سے شام 19:00 بجے تک جاری رہے۔ اس کے دوران نماز ظہر و عصر، مغرب وعشاء اور کھانے کا وقفہ بھی کیا گیا۔

اجتماع کے دوران واقفین و واقفات کی حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت اچھی تھی۔ 87 فیصد واقفین و واقفات نے اجتماع میں شرکت کی۔ جن میں سے واقفین نو کی تعداد 53 تھی جبکہ واقفاتِ نو کی تعداد 36 تھی۔ اس سال واقفین و واقفات کو مقابلہ جات میں حصہ لینے کے لئے چار معیاروں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ مقابلوں میں حصہ لینے کے لئے کم از کم عمر چھ سال مقرر کی گئی تھی۔

مقابلہ جات کے بعد اختتامی اجلاس ہوا جس کی صدارت مکرم امیر صاحب نے کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد ایک واقف بچے نے منظوم کلام حضرت مصلح موعودؓ اور واقفات نے ترانہ پڑھا۔ اس موقع پر سیکرٹری وقفِ نو نے اجتماع کی کامیابی کے لئے مدد کرنے والے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ اختتامی اجلاس کے دوران مقابلہ جات میں امتیازی کامیابی حاصل کرنے والوں میں محترم امیر صاحب ناروے نے انعامات تقسیم کئے۔ محترم امیر صاحب ناروے اجتماع کے دونوں دن اجتماع میں حاضر رہے اور ہم سب کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے ہماری کوشش میں برکت ڈالے اور اجتماع کے بہتر سے بہتر نتائج حاصل ہوں۔ آمین

❁❁❁❁❁

جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ کے زیرِ اہتمام
جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: میاں مظفر احمد خالد ۔ مبلغ سلسلہ ٹرینیڈاڈ)

ٹرینیڈاڈ میں امسال چار مختلف مقامات پر پیشگوئی مصلح موعودؓ کی مناسبت سے جلسے منعقد کئے گئے۔ ان میں سے پہلا جلسہ سپاریا شہر میں جو کہ خاکسار کا سینٹر ہے اور ملک کے انتہائی جنوب میں واقع ہے، مورخہ 6 / فروری 2005ء کو منعقد ہوا۔ مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب امیر جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ نے بھی جلسہ میں شرکت فرمائی۔

دوسرا جلسہ مورخہ 20 / فروری 2005ء کو مرکزی سطح پر میک بین مسجد رحیم میں منعقد ہوا۔

تیسرا اور چوتھا جلسہ مورخہ 27 / فروری کو فری پورٹ اور والنسیہ میں منعقد ہوا۔

ان سب جلسوں کی کارروائی تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ سے شروع ہوئی۔ بعد میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اردو منظوم کلام میں سے چند اشعار مع انگریزی ترجمہ پیش کئے گئے۔ خاکسار اور مکرم امیر صاحب کے علاوہ بعض دیگر احباب نے بھی تقاریر کیں اور پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جن میں سے چند ایک یہ تھے۔ ''پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر''، ''حضرت مصلح موعودؓ کے کارنامے''، ''حضرت مصلح موعودؓ کی زریں نصائح'' وغیرہ۔ مجموعی طور پر ان جلسوں میں 300 سے زائد احباب اور 20 غیر مسلم مہمان شامل ہوئے۔

قارئین کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان جلسوں کے بابرکت نتائج مترتب فرمائے۔ آمین

❁❁❁❁❁

روزانہ اسپرین کھانے کے حیران کن فوائد

(خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا)

ایک نامور محقق پروفیسر Peter Elwood کہتے ہیں کہ پچاس سال کی عمر سے زائد ہر شخص کو روزانہ اسپرین کی چھوٹی ٹکیہ (75 یا 100 ملی گرام) استعمال کرنی چاہئے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسا کرنے سے ہارٹ اٹیک اور سٹروک (فالج) کا خطرہ تیسرا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ نیز لگتا ہے کہ یہ کینسر اور الیزائمر (Alzheimer) کی بیماریوں کے خلاف بھی کچھ بچاؤ کرتی ہے۔

اسپرین کو ایک حیران کن دوا (Wonder Drug) سمجھا جاتا ہے۔ یہ بید کے درخت (Willow) کی چھال کے ایک اہم جزو Salicin سے تیار کی جاتی ہے اور تقریباً 50 دواؤں کا جزو بن چکی ہے۔

ہمارا جسم ہارمون کی طرح کا ایک مادہ Prostaglandin ایسا بناتا ہے جو دوسرے پیغام رساں مادوں کے ساتھ مل کر جسم کے ہر حصہ میں پہنچاتا ہے اور درد، بخار، سوجن وغیرہ کی علامات پیدا کرتا ہے۔ اسپرین اس مادہ کی پیدائش کو کم کر کے ان علامتوں میں کمی لاتی ہے۔ اسپرین کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ خون کو پتلا رکھتی ہے۔ اور اس کو منجمد ہونے سے روکتی ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ یہی کام پیاز بھی کرتا ہے اسی لئے گرمیوں میں صحراؤں کے مسافر ہمیشہ پیاز ساتھ رکھا کرتے ہیں۔

اگر خون کا کوئی ذرہ منجمد ہو جائے یعنی Clot بن جائے تو اگر وہ دل کی شریانوں میں چلا جائے تو ہارٹ اٹیک کا خطرہ ہوتا ہے۔ دماغ کی شریانوں میں رکاوٹ ڈال دے تو سٹروک (فالج) پیدا کر دے گا۔ لیکن اگر اسپرین کی وجہ سے خون پتلا ہو کر جسم کی باریک شریانوں میں بسہولت پہنچتا رہے تو خیال ہے کہ اس سے فضلہ کی تھیلی (Bowl) اور چھاتی کے کینسر کا خطرہ میں بھی کمی آئے گی۔ نیز تدریجاً یادداشت ختم ہونے کی بیماری (Alzheimer) کے بچاؤ میں بھی اس سے مدد ملے گی۔

بعض ماہرین کا خیال ہے (اگرچہ اس بات سے اختلاف بھی کیا جاتا ہے) کہ اگر ہوائی جہاز کے سفر سے پہلے اسپرین کھائی جائے تو اس سے ٹانگوں میں خون جمنے کی مرض (Deep Vein Thrombosi) جس میں خون جمنے سے جو پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہے، اسپرین کا باقاعدہ استعمال اس کے لئے بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

اسپرین کے استعمال میں احتیاط کی بھی ضرورت ہے۔ اگر آپ خون پتلا کرنے کی دوسری دوائیں بھی استعمال کر رہے ہیں تو اسپرین نہ کھائیں کیونکہ خون کا زیادہ پتلا ہونا بھی سٹروک (فالج) کا موجب بن سکتا ہے۔ بہرحال اسپرین کا استعمال شروع کرنے سے پہلے اپنے ڈاکٹر سے ضرور مشورہ کرنا چاہئے۔ (ماخوذ از سڈنی مارننگ ہیرلڈ 21 / اپریل 2005ء)

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے دوستوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔ یہی تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مدیر)

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام ۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ: دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
از صفحہ نمبر 16

کے لئے ایئر پورٹ پر آئے ہوئے تھے۔جب انہیں حضور انور کے آنے کا علم ہوا تو انتظار میں بیٹھ گئے اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

VIP لاؤنج میں تنزانیہ کے نیشنل ٹی وی ITV کے نمائندہ نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔

نمائندہ کے اس سوال پر کہ آپ تنزانیہ پہنچے ہیں۔آپ تنزانیہ کے بارہ میں کیا خیالات رکھتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا کہ ابھی میں داخل ہی ہوا ہوں اور باہر نہیں گیا۔جب باہر جاؤں گا تو زیادہ بہتر جان سکوں گا۔

نمائندہ کے اس سوال پر کہ آپ کے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ میرا یہاں آنے کا مقصد جماعت کے حالات کو جاننا ہے۔

پھر نمائندہ نے سوال کیا کہ تنزانیہ کے لوگوں کے لئے آپ کا خاص پیغام کیا ہے۔اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا میں یہاں امن اور محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں اور ہر آدمی کو چاہئے کہ اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل کرے۔اگر لوگ اپنے مذہب پر عمل کریں اور امن اور محبت کی فضا قائم ہو تو پھر تمام معاملات درست ہو جائیں گے۔نیشنل اسمبلی کے سپیکر نے حضور انور کو دعوت دی کہ حضور ڈوڈومہ میں قیام کے دوران ان کے گھر رہیں۔سپیکر نے حضور انور کی آمد پر بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔

تنزانیہ کے پریس و میڈیا میں کوریج

تنزانیہ کے نیشنل TV، ریڈیو اور اخبارات کے ایئر پورٹ پر 24 جرنلسٹ حضور انور کی تنزانیہ آمد کو Coverage دینے کے لئے موجود تھے۔رات آٹھ بجے کی خبروں میں ITV اور TTV پر حضور انور کی تنزانیہ آمد کی خبر نشر کی گئی اور پھر اگلے روز صبح کی خبروں میں بھی حضور انور کی آمد کے مناظر دکھائے گئے۔ریڈیو اور اخبارات نے بھی وسیع پیمانے پر کوریج دی۔

درج ذیل ملکی اخبارات نے اپنی 9رمئی کی اشاعت میں نمایاں کوریج دی۔

(1)۔UHURU2۔(2)MTANZANIA، 3۔IPASHEN(4)۔MWANANCHI، THE AFRICAN(5)، 6۔THE DAILY NEWS۔

حضور انور کی تنزانیہ آمد سے ایک ہفتہ قبل ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں حضور انور کی آمد کے بارہ میں خبریں آنی شروع ہو گئی تھیں۔ٹی وی سٹیشن میں سے ITV اور TTV اور چینل TEN نے اپنی نشریات میں حضور انور کی آمد سے قبل خبریں نشر کیں۔اسکے علاوہ چھ ریڈیو اسٹیشن RADIO TANZANIA ,RADIO UHURU,RADIO ONE ,RADIO MALIMANI ,RADIO STZ,RADIO GLOUDS FM نے بھی اپنی نشریات میں حضور انور کی آمد کے بارہ میں خبریں نشر کرتے رہے۔اس کے علاوہ سات اخبارات نے حضور انور کی آمد سے قبل اپنی مختلف اشاعتوں میں حضور انور کے دورہ کے بارہ میں بتایا۔

حضور انور کی آمد سے دو روز قبل ملکی ٹی وی اسٹیشن ITV نے حضور انور کے دورہ کے بارہ میں امیر صاحب تنزانیہ اور جنرل سیکرٹری جماعت تنزانیہ کے انٹرویوز نشر کئے۔

وی آئی پی لاؤنج میں حضور انور کچھ دیر کے لئے تشریف فرما رہے۔اس دوران VIP لاؤنج میں ہی متعلقہ امیگریشن آفیسر نے آکر امیگریشن کی کارروائی مکمل کی۔

ایئرپورٹ پر والہانہ استقبال

امیگریشن کی کارروائی مکمل ہونے کے بعد حضور انور جونہی VIP لاؤنج سے باہر تشریف لائے تو ایئر پورٹ کی فضا نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت مرزا غلام احمد کی جے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔تنزانیہ کے تمام ریجنز سے آئے ہوئے پانچ ہزار سے زائد احباب جماعت مرد و زن نے اپنے پیارے آقا کا والہانہ استقبال کیا۔اھلاً وسھلاً مرحبا اور السلام علیکم کی آوازیں ہر طرف سے بلند ہو رہی تھیں بڑا ہی روح پرور، ایمان افروز منظر تھا۔بچیاں خوبصورت لباس میں ملبوس استقبالیہ گیت اردو اور سواحیلی زبان میں پیش کر رہی تھیں۔

تنزانیہ کے طول وعرض سے آنے والے یہ عشاق احمدیت صبح سے ہی ایئر پورٹ پر جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور اس گرمی کے موسم میں کھلے آسمان تلے مسلسل 2:30 بجے تک اپنے پیارے امام کے انتظار میں کھڑے رہے۔ان میں سے بعض قافلے دو دو تین تین دن کا تھکا دینے والا سفر طے کر کے آئے تھے۔ان سبھی کے چہرے خوشی و مسرّت سے روشن تھے۔آج انہوں نے پہلی بار اپنے پیارے آقا کو اپنے سامنے دیکھا تھا۔عورتیں، مرد، بچے، بچیاں اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے لوائے احمدیت اور تنزانیہ کا جھنڈا مسلسل لہرا رہی تھیں۔ان کی خوشی، جوش، جذبہ بیان سے باہر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے ان سب کے نعروں اور سلام کا جواب دیا۔حضور انور نے مبلغین، ڈاکٹرز اور مجلس عاملہ کے ممبران اور جماعتی عہدیداران کو شرف مصافحہ بخشا۔پریس اور میڈیا کے نمائندے مسلسل تصاویر کھینچ رہے تھے اور TV کے نمائندے اپنی فلم بنا رہے تھے۔

حضور انور جب اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اپنی قیام گاہ ہوٹل MOVINPICK کے لئے روانہ ہوئے تو خدام قریباً ایک کلومیٹر تک حضور انور کی گاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑتے رہے۔ایئر پورٹ سے ہوٹل کا فاصلہ قریباً 15 کلو میٹر ہے۔پولیس کے موٹر سائیکل نے قافلہ کو Escort کیا۔خدام کی ایک گاڑی آگے تھی جس کا پچھلا حصہ کھلا تھا۔خدام اس میں کھڑے ہو کر اس سارے سفر کے دوران مسلسل نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہے اور استقبالیہ گیت پڑھتے رہے۔سڑک کے دونوں طرف لوگ کھڑے ہو کر اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔3:50 منٹ پر حضور انور اپنی قیام گاہ ہوٹل MOVINPICK پہنچے۔نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کا انتظام جلسہ گاہ میں کیا گیا تھا۔جہاں پروگرام کے مطابق 5:30 بجے حضور انور نے تشریف لے جا کر نماز ظہر عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ

اس کے بعد حضور انور نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا اور آنے والے مہمانوں کی رہائش اور ان کے کھانے کے انتظام کے بارہ میں دریافت فرمایا۔لنگر خانہ کا انتظام جلسہ گاہ سے چند کلومیٹر پر واقع مرحوم شیخ عمری عبیدی کی رہائش گاہ کے کھلے صحن میں تھا۔حضور انور معائنہ کے لئے وہاں تشریف لے گئے اور لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا اور ہدایات دیں۔حضور انور نے شیخ عمری عبیدی مرحوم کا گھر بھی دیکھا۔

اس کے بعد حضور انور واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لے آئے۔حضور انور نے آٹھ بجے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ملک کے مختلف حصوں سے آئے آٹھ ہزار سے زائد احباب جماعت نے حضور انور کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے بارش کے امکان کے پیش نظر منتظمین سے مہمانوں کی رہائش کے بارہ میں متبادل انتظامات کے متعلق استفسار فرمایا اور ضروری ہدایات دیں۔اس کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

9رمئی 2005 بروز سوموار

نماز فجر حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لا کر پڑھائی۔آج تنزانیہ کے جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔تنزانیہ کی تاریخ میں یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جس میں خلیفۃ المسیح نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ہے۔پھر آج کا دن اس لحاظ سے بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ تنزانیہ کی سرزمین سے پہلی مرتبہ خلیفۃ المسیح کی آواز MTA کی LIVE نشریات کے ذریعہ دنیا بھر میں پہنچی۔الحمدللہ

جلسہ سالانہ سے افتتاحی خطاب

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ کی افتتاحی تقریب کے لئے جلسہ گاہ پہنچے۔پہلے پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب تنزانیہ نے تنزانیہ کا قومی پرچم لہرایا۔جب لوائے احمدیت لہرایا جا رہا تھا تو احباب جماعت نے والہانہ انداز میں نعرے لگائے۔اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور جونہی مردانہ مارکی میں تشریف لے آئے۔احباب جماعت نے کھڑے ہو کر بلند آواز میں نعرے لگائے اور جلسہ گاہ نعروں اور اھلاً وسھلاً مرحباً سے گونجتی رہی۔

جلسہ کی افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم احمد ڈاڈی صاحب مبلغ تنزانیہ نے کی۔اس کے بعد بکر عبیدی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ''حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی''، ترنم کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔جس کے بعد ایک مقامی معلم نے اس نظم کا سواحیلی ترجمہ بصورت نظم خوش الحانی سے پڑھا۔اس کے بعد حضور انور اپنے خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے تو احباب جماعت نے پُر جوش انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔

حضور انور نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا 37واں جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے۔حضور انور نے فرمایا جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ میرا پہلا دورہ ہے اور آج میں براہ راست آپ سے مخاطب ہو رہا ہوں۔آج مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ مشرقی افریقہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیاری جماعت ہے۔یہ وہی جماعت ہے جس کا آغاز اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ فرمایا تھا۔اور یہ جو روشنی آپ کے چہروں سے ظاہر ہے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی ہے جو آج پوری ہوئی جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ امام مہدی کو میرا سلام پہنچانا۔آپ امام مہدی کی بیعت میں داخل ہو کر اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے بنے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: 'سلام' کا مطلب ہے دنیا کو امن دینا اور آج دنیا کو یہ امن آپ کے ذریعہ ملنا ہے۔پس آپ نے اس پیغام کو دنیا تک پہنچانا ہے۔یاد رکھو یہ سلام پھیلانا کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔یہ سلام اس پیغام سے منسلک ہے جس کو دنیا بھول چکی ہے۔آپ نے اس پیغام کو ساری دنیا تک پہنچانا ہے۔پس اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کریں۔

حضور انور نے فرمایا جلسہ کا کام بھی انہی اصلاحی کاموں میں سے ہے۔اصلاح کا مطلب ہے تربیت کرنا، اندرونی تبدیلی پیدا کرنا۔یہ جلسہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہو رہا ہے اور اب ساری دنیا میں اور ہر ملک میں ہو رہا ہے۔حضور انور نے فرمایا جلسہ سالانہ کے موقع پر لوگ قادیان میں جمع ہوتے تھے اور ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھنے کا موقع ملتا تھا اور آج یہاں جلسہ خلیفہ وقت کی نگرانی میں ہو رہا ہے اور لوگوں کو دیکھنے کا موقع مل رہا ہے۔یہ خلافت کی برکت ہے اور یہ خلافت خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔

MOT
Cars: £35 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

حضور انور نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ کسی بھی جگہ خلیفہ وقت کے جانے سے دنیا کو بہت فائدہ ہوتا ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ میں ہر جگہ جلسہ میں شرکت کروں اور بعض جگہ دوسری مرتبہ بھی جاؤں۔ اس سے محبت بہت زیادہ بڑھتی ہے اور یہ محض خدا تعالیٰ کا جماعت پر فضل ہے اور اُسی کی برکتیں ہیں۔ دنیا میں اس محبت کی مثال نہیں ملتی۔ حضور انور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ یہ حالت اور زیادہ اچھی ہو اور ہمارے درمیان محبت بڑھے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ پر ایمان اور اتحاد بڑھے۔ آمین

حضور انور نے جلسہ سالانہ کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند اقتباسات پیش فرمائے۔ حضور انور نے احباب جماعت کو تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ حضور انور نے فرمایا کہ تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا، جو بھی کام کرو دیکھو کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ ہر وقت یہی کوشش ہو کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے اور کوئی بھی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے اس کی محبت میں کمی ہو۔ اس کے بعد حضور انور نے تقویٰ اختیار کرنے کی تعلیم پر مشتمل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے چند اقتباسات پیش فرمائے۔ اس کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ ہر احمدی متقی ہو۔ ہر برائی چھوڑ دے۔ اگر آپ اس طرح کریں گے تو سمجھیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا مقصد پورا ہو گیا۔

حضور انور نے احباب جماعت کو نصائح کرتے ہوئے فرمایا۔ تم نیک بنو، فرمانبردار بنو، اللہ کی عبادت کرو، نمازیں ادا کرو کیونکہ اس کے بغیر انسانی زندگی کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ اگر تم متقی بنو گے تو بہت جلد برکت پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتا ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد مانگے۔ خدا تعالیٰ اپنی طرف جھکنے والوں کی ضرور مدد کرتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس فرض نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ نوافل کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر مالک نوکر پر سختی کرتا ہے تو نوکر کو چاہئے کہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرے اور برداشت کرے اور خاموش ہو جائے اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے کیونکہ بدلہ لینے سے نفرت بڑھتی ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ پس اس نوکر کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے اس دعا کا ضرور نتیجہ نکلے گا۔ اگر اس نوکر کے مالک نے اپنی طبیعت نہ بدلی تو خدا تعالیٰ اس نوکر کو ضرور اجر دے گا اور اس کے حالات بدل دے گا۔ حضور انور نے فرمایا اگر احمدی اللہ تعالیٰ کی تعلیمات سے بہرہ ور ہے تو یقیناً نوکر اور مالک کے اچھے تعلقات ہوں گے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ سے محبت کرو اور اُسی سے ڈرو۔ قرآن کریم کے تمام احکامات پر عمل کرو۔ دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے۔ آمین

حضور انور کے خطاب کا ساتھ ساتھ رواں ترجمہ مکرم علی ایس موسیٰ صاحب نے کیا۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ اس کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی گیارہ بجکر 45 منٹ پر اپنے اختتام کو پہنچی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ ہوٹل MOVIN PICK تشریف لے گئے۔

چار بجے حضور انور جلسہ گاہ تشریف لائے جہاں حضور انور نے ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

احمدیہ پریس کا معائنہ

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے احمدیہ مشن ہاؤس دارالسلام تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے احمدیہ پریس کی عمارت اور مشینری کا معائنہ فرمایا اور پریس کے انچارج سے مشینوں کی حالت اور کام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور مختلف امور کا جائزہ لیا۔ حضور انور نے موقع پر ہی بعض انتظامی ہدایات فرمائیں۔

چلڈرن کلاس

پریس کے معائنہ کے بعد چار بجکر 45 منٹ پر احمدیہ مسجد دارالسلام میں چلڈرن کلاس کا انعقاد ہوا۔ اس کلاس میں تنزانیہ کی مختلف جماعتوں اور ریجنز سے آنے والے ڈیڑھ صد سے زائد بچوں اور بچیوں نے شرکت کی۔ کلاس کا پروگرام سواحیلی زبان میں تھا حضور انور ایدہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ کیا یہاں بچوں کو انگریزی زبان نہیں آتی۔ اس پر منتظمین نے بتایا کہ یہاں سکولوں میں انگریزی نہیں پڑھائی جاتی اس لئے بچوں کو انگریزی نہیں آتی۔

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم اُسامہ حنیفو نے کی۔ اس کے بعد عزیزم کالوٹا عبید (ٹانگانیکا ریجن) نے ''تنزانیہ میں احمدیت'' کے موضوع پر تقریر کی اور پرانے مبلغین کا تذکرہ کیا۔

اس کے بعد چار بچیوں نے کورس کی شکل میں نظم ''مسیح کے ہم غلام ہیں جو وقت کا امام ہے'' خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ بعد ازاں دو بچوں نے قصیدہ ''یا عین فیض اللہ والعرفان'' ترنم کے ساتھ پڑھا۔ اس کے بعد تین بچیوں نے مل کر نظم ''حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی' کے منتخب اشعار پیش کئے۔

حضور انور نے فرمایا جو بچے اور بچیاں نظمیں پڑھ رہے ہیں ان کو ان نظموں کے معانی و مطالب کا پتہ ہونا چاہئے۔ ان سب کو اس کے معانی بھی سکھائیں۔

اس کے بعد ایک طفل محمود مونگا نے 'اسلام' کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد دو بچیوں نے مل کر نظم ''اے مسیحا نفس اے مہ دلبرا ل تخت مہدی کے وارث امام الزماں'' خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ جس کے بعد عزیزہ کاشفہ احمد صاحبہ نے آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث ''الید العلیا خیرٌ من الید السُفلیٰ'' پیش کی اور اس کی وضاحت بھی کی۔

اس کے بعد دو تین افریقن بچیوں نے اور دو بچوں نے باری باری نظمیں پیش کیں بعد ازاں تین بچوں نے ملکر صفات باری تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام) ایک نظم کی صورت میں بڑے خوبصورت انداز میں پیش کئے۔ پھر بعد ازاں پانچ بچوں کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں نظم ''ہے دست قبلہ نما لا الہ الا اللہ'' ترنم کے ساتھ پڑھی۔ اس نظم کے بعد عزیزہ صالحہ عزیز نے تنزانیہ ملک کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد ڈوڈومہ ریجن کے چار بچوں نے مل کر ترانہ ''احمدیت زندہ باد، احمدیت زندہ باد'' پڑھا۔ بعد ازاں مکرم بکر عبید صاحب مبلغ تنزانیہ کی تین بیٹیوں نے مل کر کورس کی شکل میں نظم پڑھی جسکا پہلا بند اس طرح تھا۔

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'
مچلتی اور اتراتی ہوئی نازک صبا آئی۔
مسرور کی ،مسرور کی ،مسرور کی صدا آئی '
یا امیر المومنین اھلا و سھلا و مرحبا
کَریبوُ حضور ،کَریبُو تنزانیه، اھلا و سھلا و مرحبا
کَریبوُ حضور ،کَریبُوافریقه ـ اھلا و سھلا و مرحبا
انی معک یا مسرور۔ اھلا و سھلا و مرحبا

اس سے کے بعد دو افریقن بچیوں نے نظم ''محبت کے نغمات گائیں گے ہم' پیش کی۔ کلاس کے پروگرام کی آخری نظم ''قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا'' ایک بچے عزیزم منیب احمد نے پیش کی۔ آخر پر حضور انور نے کلاس میں شامل ہونے والے تمام بچوں اور بچیوں میں چاکلیٹ تقسیم کیں۔ چھ بجے اس کلاس کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے اور بیس فیملیز کے 120 سے زائد ممبران کو شرف ملاقات بخشا۔ ملاقات کرنے والی فیملیز میں تنزانیہ کے علاوہ، کانگو اور زیمبیا سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات آٹھ بجے تک جاری رہا۔

برونڈی، ملاوی اور زیمبیا کے وفود سے ملاقات

اس کے بعد حضور انور نے ہمسایہ ممالک برونڈی، ملاوی اور زیمبیا سے آنے والے وفود سے اجتماعی ملاقات فرمائی۔

برونڈی (Brundi) سے 10 احباب پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ تنزانیہ میں شامل ہوا۔ حضور انور نے وفد سے برونڈی میں جماعت کی تعداد اور نظام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور وہاں کے حالات دریافت فرمائے اور وفد کو ہدایت فرمائی کہ واپس جا کر تبلیغ کریں اور برونڈی کے لوگوں کو احمدیت میں داخل کریں۔ برونڈی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت رجسٹرڈ ہے۔ حضور انور نے وہاں مسجد کی تعمیر کے بارہ میں بھی ہدایات فرمائیں اور فرمایا واپس جا کر ہر پہلو سے جائزہ لے کر رپورٹ بھجوائیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ تنزانیہ سے کوئی نمائندہ جائے جو وہاں جا کر تمام امور کا جائزہ لے۔

برونڈی کے نمائندہ نے بتایا کہ ہمارے ہاں جماعت کا سنٹر نہیں ہے۔ اپنا کوئی مبلغ بھی بھجوائیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے میں سے کسی نوجوان کا انتخاب کر کے جامعہ احمدیہ میں پڑھنے کیلئے بھجوائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ واپس جا کر جہاں جماعت قائم ہے وہاں سنٹر اور مسجد کے لئے قیام کے لئے بھی جگہ دیکھیں اور مجھے رپورٹ بھجوائیں۔

ملک ملاوی (MALAWI) سے آنے والا وفد آٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس وفد کے ممبران نے بتایا کہ ہم دو دن کا سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ حضور انور نے وفد کے ممبران سے وہاں جماعت کے حالات اور ملک کے حالات دریافت فرمائے۔ وفد کے ممبران نے بتایا کہ وہاں جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے رجسٹرڈ ہے لیکن ابھی سنٹر اور مسجد تعمیر نہیں ہوئی۔ حضور انور نے ملاوی میں بھی مسجد تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا

باقی صفحہ نمبر 6 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دورہ مشرقی افریقہ کے حوالہ سے چند دعائیہ اشعار

مرد فارس دے رہا ہے روشنی
پھیلتی جاتی ہے ہر سو چاندنی

کالے گورے خوش ہیں اُس کو دیکھ کر
وہ دلوں میں پا رہے ہیں تازگی

اُس کے میٹھے بول اور خطبات سے
چھٹ رہی ہے سب دلوں سے تیرگی

میرے آقا کی دلی خواہش ہے یہ
نور سے بھر جائے ہر ایک احمدی

میرے آقا کا سفر ہو خیر سے
اُن کو حاصل ہو تائید ایزدی

دے رہا ہے مردہ روحوں کو حیات
پا رہے ہیں لوگ اُس سے زندگی

ہر قدم پر میرے آقا کو ملے
اپنے مولیٰ سے مسرت دائمی

(خواجہ عبدالمومن۔ناروے)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

ٹیلی مواصلات میں غیر معمولی ترقی اور ایم ٹی اے کا تاریخی سنگ میل

لفظ "ٹیلی" فاصلہ یا دوری کو کہا جاتا ہے جبکہ "کیمونی کیشن" معلومات، پیغامات کے باہمی تبادلے کو کہتے ہیں۔ ٹیلی کیمونی کیشن کسی بھی قسم کی پیغام رسانی یا معلومات کو تار، ریڈیو یا کسی دوسرے برقی مقناطیسی سسٹم کے ذریعہ بھجوانے یا وصول کرنے کو کہا جاتا ہے۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ 21 جولائی 2004ء میں انجینئر منیر احمد فرخ صاحب کے قلم سے ٹیلی مواصلات میں ممتاز اور حیرت انگیز ترقیات کی تاریخ بیان ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہی ہیں۔

طویل فاصلوں کے پیش نظر فوری اور تیز رفتار پیغام رسانی کے لئے انسان ابتدا سے ہی مختلف ذرائع کی تلاش میں کوشاں رہا ہے۔ ابتدائی ادوار میں جن مخصوص ذرائع سے کام لیا گیا ان میں ڈھول، آگ، دھواں، کبوتر، گھوڑے، لیمپ، شیشے کا عکس۔ ڈاک سروس شامل ہیں لیکن آج کے دور میں فوری رابطوں کے لئے سینکڑوں جدید مصنوعی سیارے زمین کے گرد خلا میں گردش کر رہے ہیں۔ یہاں تک پہنچتے پہنچتے جو مراحل راہ میں آئے، اُن کی تاریخی اہمیت یوں ہے:

تصویری زبان میں پیغام رسانی

Optical Telegraphy کا اچھوتا خیال سب سے پہلے ایک انگریز Mr. Robert Hooke نے 1684ء میں پیش کیا تھا۔ تاہم یہ سسٹم سو سال بعد، 1784ء میں ایک فرانسیسی سائنسدان Mr. Claude Chappe کے ذریعہ آزمایا گیا۔ بعد ازاں یہ نظام انگلستان جرمنی اور دیگر یورپین ممالک نے بھی اختیار کیا۔ اس نظام میں Visual Signs معین فاصلوں اور مناسب اونچائی پر کھمبوں یا میناروں پر نصب کئے جاتے ہیں جو آنکھوں یا دوربین کی مدد سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ نظام مہنگا ہے کیونکہ اس میں افرادی قوت کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ نیز موسمی تغیرات بھی اس نظام پر اثرانداز ہوتے ہیں کیونکہ اس نظام کے لئے Line of Sight کا ہونا ضروری ہے۔

برقی ٹیلی گرافی

برقی ٹیلی گرافی کی ایجاد ساکن بجلی کے دریافت ہونے کے بعد عمل میں آئی۔ سکاٹ لینڈ کے ایک نامعلوم ذہین شخص نے یہ نظریہ تجویز کیا کہ انگریزی کے (A to Z) حروف تہجی کی تعداد کے برابر اگر ایک انچ کے فاصلے پر تاریں بچھائی جائیں اور ایک طرف سے "برقی رو" لگائیں تو یہ دوسری جانب پر رکھے کاغذ پر اثرانداز ہوگی۔ اس طریق سے دور دراز فاصلہ تک پیغام پہنچایا جاسکتا ہے۔ بعد ازاں اس نظام کو حروف تہجی کے استعمال کے ذریعہ مزید ترقی دی گئی۔ 1846ء کے دوران دو برطانوی افراد Mr. Wheatstone اور Mr. Cooke نے اس شعبہ میں غیر معمولی کام کیا۔ سب سے پہلی تاریخی ٹیلیگراف لائن یکم جنوری 1845ء میں امریکہ کے شہر واشنگٹن اور بالٹی مور کے درمیان بچھائی گئی اور پہلے پیغام کے الفاظ یہ تھے: "What bath God Wroght"۔ بطور یادگار یہی الفاظ 23/اگست 1963ء کو پہلے خلائی سیارے کے ذریعہ بھیجے جانے والے پیغام میں دہرائے گئے۔ امریکی صدر اور نائیجیریا کے وزیراعظم نے اس مواصلاتی رابطے سے 72000 کلومیٹر کے فاصلہ سے ایک دوسرے سے گفتگو کی۔

انیسویں صدی کے وسط میں یورپ میں ریلوے، اخبارات، حکومتی اداروں اور دفاع کے استعمال کے لئے کثرت سے ٹیلی گراف لائنیں بچھائی گئیں۔ انگلستان اور فرانس کے مابین پہلی زیرآب کیبل 28/اگست 1850ء کو بچھائی گئی۔ تاہم اس کے ذریعہ چند ایک پیغامات ہی پہنچائے جاسکے کیونکہ بد قسمتی سے ایک مچھیرے نے اس کیبل کا ایک ٹکڑا کاٹ کر بڑے فخر سے بطور ایک نایاب سمندری جنس اپنے لوگوں کو دکھایا۔

بعد ازاں بہت سے مزید کیبل زیر سمندر بچھائے گئے۔ 5/اگست 1858ء کو دو بجکر پانچ منٹ پر سب سے پہلا پیغام بحر اوقیانوس کے پار 3240 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے پہنچایا گیا۔ یہ کیبل بہت سی کوششوں کے بعد تیسری دفعہ بچھائی گئی تھی۔ اس کیبل پر 14/اگست 1858ء کو برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ نے امریکی صدر کو مبارکباد کا پیغام بھجا۔ اس کیبل کے ذریعہ صرف ۴۰۰ پیغامات بھیجے جاسکے جن میں سے ایک یہ تھا: "62 Regiment were not to return to England."

اس سروس کی افادیت اس سے ظاہر ہے کہ صرف اس پیغام سے پچاس ہزار سٹرلنگ پاؤنڈ کی بچت ہوئی۔ بدقسمتی سے صرف بیس روز بعد 3 ستمبر 1858ء کو ایک ٹیلی گراف آپریٹر نے غلطی سے طاقتور برقی رو اس میں دیدی جس سے یہ زیر آب کیبل ہمیشہ کے لئے برباد ہوگئی۔

برقی رفتار سے پیغام رسانی کی ترقی کے بعد رفتار کے لئے "ٹیلی گرافی" کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ 1855ء میں ہندوستان میں ٹیلی گراف سروس پشاور سے لاہور، دہلی، مدراس اور کلکتہ تک پھیل گئی۔ اعداد و شمار کے لحاظ سے دنیا میں 1865ء تک تقریباً 15000 کلومیٹر لائنیں تھیں جن کے ذریعہ ایک سال میں تین کروڑ پیغامات پہنچائے گئے۔ 1913ء میں لائنوں کی تعداد 7 لاکھ کلومیٹر اور پچاس کروڑ پیغامات پہنچانے کی صلاحیت تک پہنچ گئیں۔

بعد ازاں ایک فرانسیسی Mr. Baud نے 1877ء میں ایک Printing Machine ایجاد کی جو برقی رفتار سے ایک منٹ میں ساٹھ الفاظ Transmit کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اس طرح دنیا میں Telex سروس کا آغاز ہوا۔

ٹیلی فون سروس

انگلینڈ میں سادہ دھاگے یا تار کے ذریعہ آواز کو پہنچانے کے سلسلہ میں کئی تجربات کے بعد Mr. Robert Hooke نے سترھویں صدی میں لکھا: It is not possible to hear a whisper to a distance of one furlong which can perhaps be increase"۔ اس طرح Optical ٹیلی فون کا آغاز ہوا۔ بعد ازاں امریکہ میں 1875ء میں ایک سکاٹش Mr. Graham Bell نے ٹیلی گرافی کو ترقی دینے میں بہت کوشش کی اور 10 مارچ 1876ء کو اس نے کامیابی کے ساتھ ٹیلی فون پر اپنے مددگار کو یہ فقرہ کہا: "Mr. Watson "Come Hear I Want You"۔

سب سے پہلا فون ایکسچینج امریکہ کے شہر New Haven میں 1878ء میں نصب کیا گیا۔ صارفین کی تعداد صرف 21 تھی۔ انگلستان میں 1883ء میں اور جاپان میں 1890ء میں پہلا ٹیلی فون ایکسچینج میں قائم ہوا۔ اوائل میں ٹیلی فون سروس کو ٹیلی گرافی کی "حریف سروس" گردانا جاتا تھا اور اس کی مخالفت کی جاتی تھی۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب 1927ء میں ریڈیو ٹیلی گرافی کے ذریعہ امریکہ اور برطانیہ کا رابطہ قائم ہوا۔

1885ء میں پچاس ممالک میں ٹیلی فون سروس شروع ہوچکی تھی اور چھوٹے ایکسچینجوں کی تعداد 1868 تھی جبکہ صارفین کی تعداد 68845 تھی۔ شروع میں ٹیلی فون کی سہولت دینے کے لئے لوہے کی تاریں استعمال کی جاتی تھیں۔

انیسویں صدی کے آخر میں سائنسی ایجادات میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ ٹیلیفون کے شعبہ میں اس زمانہ میں سب سے پہلے ایک امریکی Mr. Strowger نے خودکار سوئچ ایجاد کیا جو گویا خودکار ایکسچینج کا آغاز تھا۔ 28 دسمبر 1895ء پیرس میں متحرک تصویر کا مظاہرہ ہوا اور اس طرح Cinema کا آغاز ہوا۔ X-Rays جرمنی میں ایجاد ہوئیں۔ فرانس میں ریڈیو کے شعبہ میں غیر معمولی ترقی ہوئی۔ پھر مشہور سائنسدان مارکونی نے پہلی بار سمندر پار وائرلیس ٹیلی گرافی کے ذریعہ برطانیہ سے 105 کلومیٹر فاصلہ تک کامیابی کے ساتھ پیغام رسانی کا تجربہ کیا۔ 1899ء میں امریکی جہاز "S.T. Pall" پہلا بحری جہاز تھا جس پر پیغام رسانی کے لئے وائرلیس نصب کیا گیا۔

وائرلیس کی اہمیت

23 جنوری 1909ء کی صبح "Republic" نامی ایک بحری جہاز، امریکی ساحل سے 280 کلومیٹر دُور شدید دھند کی وجہ سے اطالوی بحری جہاز "Florada" سے ٹکرا گیا۔ وائرلیس کے ذریعہ مدد مانگنے پر "Baltic" نامی بحری جہاز سب سے پہلے مدد کے لئے پہنچا اور 1700 انسانی زندگیوں کو بچانے میں کامیاب ہوا۔ شدید ترین دھند اور طغیانی میں یہ بروقت مدد صرف وائرلیس کے ذریعہ ممکن ہوئی۔ اسی طرح 1912ء میں "Titanic" جہاز کی غرقابی کے سانحہ میں ریڈیو ٹیلی گرافی پر مدد مانگی گئی تو 1503 مسافروں میں سے 710 مسافروں کو بچالیا گیا۔

جولائی 1910ء میں ایک مشہور زمانہ بدنام قاتل Dr. Clippin اپنی سیکرٹری کے ہمراہ ایک "Canadian" بحری جہاز کے ذریعہ فرار ہوگیا لیکن جہاز کے کپتان کو جب اُس کی نقل و حرکت پر شبہ ہوا تو اس نے اپنی کمپنی کے ہیڈکوارٹر سے وائرلیس کے ذریعہ رابطہ کیا۔ اس پیغام رسانی کے نتیجے میں دونوں قاتل ساحل سمندر پر اُترتے ہی گرفتار کرلئے گئے۔

زمانہ جنگ میں ٹیلی مواصلات

چھٹی صدی عیسوی میں چین نے پیغام رسانی کے لئے ایسی پتنگیں استعمال کیں جن پر لیمپ روشن تھے۔ 1588ء میں برطانیہ نے روشنی کے الاؤ جلاکر ہسپانوی بحری بیڑے کے خطرہ کی سمندر پار خبر پہنچائی۔ لیکن جدید دور میں جنگ میں برقی ٹیلی گرافی

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴/اگست ۲۰۰۴ء میں مکرمہ امۃ الحیٔ بخاری صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

گوشۂ آنکھ میں جو اشک ابھر آیا ہے
قریۂ جاں کی حدوں سے وہ گزر آیا ہے
پہلے جو درد جدائی تھا مرے دل کا مکیں
اب وہی درد مری روح میں در آیا ہے
پیارے مہدی کی خلافت کا چمکتا ہوا چاند
اب کے مسرور کی صورت میں نظر آیا ہے
خوش نصیبی ہی فقط اس کا مقدر ٹھہری
جس کے حصے میں اطاعت کا ثمر آیا ہے

کا استعمال سب سے پہلے برطانیہ نے 1854ء میں کیا۔ 1857ء کی جنگ آزادی ہند میں انگریزوں کی کامیابی صرف اس وجہ سے ممکن ہوئی کہ کلکتہ کا دوسری برطانوی چھاؤنیوں سے ٹیلی گراف لائن کے ذریعہ مکمل رابطہ قائم تھا۔ دونوں عالمگیر جنگوں میں پیغام رسانی کے لئے ریڈیو ٹیکنالوجی میں غیر معمولی فنی مہارت حاصل ہوئی۔ نیز دنیا بھر میں خبریں پہنچانے کے ذرائع میں بھی غیر معمولی ترقی ہوئی۔

سب سے پہلا براڈکاسٹنگ ادارہ امریکہ میں 1922ء میں قائم ہوا۔ جبکہ سب سے پہلی براڈکاسٹنگ سروس برطانیہ میں 1923ء میں قائم ہوئی۔ (BBC کا قیام 1927ء میں عمل میں آیا)۔

ریڈار کا نظام 1934ء میں ایجاد ہوا۔

ٹیلی مواصلات کے نظام کو دونوں عالمگیر جنگوں کے نتیجہ میں سخت بربادی کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ صرف فرانس میں جنگ عظیم دوم میں ٹیلی مواصلات کی دو سو عمارتیں تباہ ہوئیں، 90ہزار کلو میٹر لمبی ٹیلیفون تار تباہ ہوئی۔ تیس شہروں میں زیر زمین کیبل تباہ ہوئی۔ ساٹھ نشری ادارے اور 110 ٹیلی گراف کے دفتر تباہ ہوئے۔ پچاس سمندری کیبل کٹ گئے۔ فرانس کے 42 نشریاتی اداروں میں سے 38 تباہ ہوگئے۔

ٹیلی ویژن

1900ء کے اوائل میں Mr. Paul Nipkows نے سب سے پہلے ٹیلی ویژن ایجاد کیا۔ 1936ء میں برطانیہ اور جرمنی میں ٹیلی ویژن کی باقاعدہ نشریات کا آغاز ہوا۔

خلائی ٹیلی مواصلات

اکتوبر 1957ء میں پہلا خلائی سیارہ روس نے خلاء میں چھوڑا۔ یہ کامیابی ریڈیو اور راکٹ ٹیکنالوجی کے ذریعہ ہی ممکن ہو سکی۔ پہلا ٹیلی مواصلاتی سیارہ Echo-1 1960ء میں کامیابی سے چھوڑا گیا۔ یہ پہلا قدم تھا جس کے ذریعہ زمین سے باہر رابطہ کیا گیا۔ پھر امریکی نیوی نے فضائی رابطوں کے لئے 1960ء میں پہلی دفعہ چاند کو پیغام رسانی کے لئے Reflecting Object کے طور پر استعمال کرتے ہوئے کامیابی حاصل کی۔

Telstar-1 نامی مصنوعی سیارہ Bell ٹیلی فون کمپنی اور NASA نے مشترکہ تعاون سے 1962ء میں خلاء میں چھوڑا جس کے بعد متعدد سیاروں نے فضا کا رُخ کیا جس کے نتیجہ میں آج ریڈیو لہریں اپنے دامن میں سینکڑوں زبانوں میں کروڑوں پیغامات کا ایک لامتناہی سلسلہ اٹھائے ہوئے ہمارے چاروں طرف بغیر کسی احساس کے رواں دواں ہیں۔

ٹیلی مواصلات کا مستقبل

تقریباً 100 سال قبل برطانوی پوسٹ آفس کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا تھا: ”وہ دن دور نہیں جب تم ایک چھوٹا سا آلہ اپنی جیب سے نکال کر نہ صرف دنیا میں کسی بھی جگہ بات کر سکو گے بلکہ جس سے تم بات کر رہے ہو گے اس کی رنگین تصویر بھی دیکھ سکو گے“۔ یہ بیان کس قدر مبنی بر حقیقت ہے۔

آج دنیا میں Global سیٹلائٹ اور Video ٹیلی فون کی شکل میں ٹیلی مواصلات اور کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے میدان میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ الیکٹرانک ڈیجیٹل ٹیلی فون سروس کے ذریعہ جدید سروسز جو ایک انسان سوچ بھی نہیں سکتا تھا حاصل ہو چکی ہیں۔

ٹیلی مواصلات کے شعبہ میں غیر معمولی ترقی کوئی اتفاقی امر نہیں ہے۔ ڈیڑھ ہزار سال قبل آنحضورﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ اسلام کی ترقی کے دوسرے دَور میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں غیر معمولی ترقی ہوگی اور زمین اپنے راز اگل دے گی۔ پس ٹیکنالوجی کے میدان میں یہ ترقی خداتعالیٰ کی سکیم کا ایک حصہ ہے۔ قرآن کریم کی متعدد پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کے دوسرے دور میں ٹیکنالوجی کے میدان میں حیرت انگیز ترقیات ہوں گی۔ چنانچہ عین اسی زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوتا ہے: ”میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا“۔

یہ الفاظ ایک علیم و خبیر خدا کی طرف سے آپ کو قادیان جیسی گمنام بستی میں الہام کئے گئے جس میں زندگی کی بنیادی سہولتوں کا بھی فقدان ہے۔ بجلی تک کی سہولت موجود نہیں، چہ جائیکہ جدید ٹیلی مواصلات کی سہولیات کی بات کی جائے۔ سڑک اور ریل کے ذریعہ بھی دوسرے شہروں سے رابطہ نہیں۔ لیکن بصیرت کی آنکھ محو حیرت ہے کہ کس طرح الٰہی نوشتوں کے عین مطابق قدرت کے ایک پہلے سے طے شدہ منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے خداتعالیٰ کی ہستی کو ماننے والے بھی اور نہ ماننے والے بھی، ہزاروں سائنسدانوں اور انجینئروں کو اس امر پر مامور کردیا جاتا ہے کہ وہ سائنس کے رازوں اور قدرت کے عجائبات کو ظاہر اور اجاگر کریں۔ چنانچہ آج ٹیلی مواصلات کی جدید سہولیات کو بروئے کار لاتے ہوئے دنیا کے کناروں تک MTA کے ذریعے خداتعالیٰ کا پیغام پہنچایا جارہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو 12دسمبر 1902ء کو الہام ہوا: يُنَادِىْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ یعنی ایک منادی آسمان سے پکارے گا۔

نیز فرمایا: ”مدبروں کی تدبیر کے بغیر تمام چیزیں اوپر سے نیچے آئیں گی گویا مسیح موعود بارش کی طرح فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر آسمان سے آئے گا۔ انسانی تدبیروں اور دنیاوی حیلوں کے بازوؤں پر اس کا ہاتھ نہ ہوگا اور اس کی دعوت اور حجت زمین میں چاروں طرف بہت جلد پھیل جائے گی۔ اس بجلی کی طرح جو ایک سمت میں ظاہر ہو کر ایک دم میں سب طرف چمک جاتی ہے۔ یہی حال اس زمانہ میں واقعہ ہوگا۔ اس وقت مشرق اور مغرب شمال اور جنوب کے فرقے خدا کے حکم سے جمع ہو جائیں گے“۔ (خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن نمبر ۱۶، صفحہ ۲۸۴)

اجتماع مشرق و مغرب

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ”جب قائم آل محمدؐ آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اہل مشرق و مغرب کو جمع کردے گا“۔ (ینابیع المودۃ جلد ۳، صفحہ ۹۰)

نواب نور الحسن خان صاحب امام مہدی کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ایک عام ندا ہوگی جو ساری زمین والوں کو پہنچے گی۔ ہر زبان والا اپنی اپنی زبان میں اس کو سنے گا...... آسمان سے ایک منادی بنام مہدی ندا کرے گا۔ مشرق و مغرب والے اس کو سنیں گے، کوئی سوتا نہ رہے گا مگر جاگ اٹھے گا۔ کوئی کھڑا نہ ہوگا مگر بیٹھ جائے گا۔ کوئی بیٹھا نہ ہوگا مگر دونوں پاؤں پر کھڑا ہو جاوے گا۔ یہ ندا اُس ندا کے سوا ہے جو بعد ظہور مہدی کے ہوگی“۔
(اقتراب الساعہ صفحہ ۶۷، مطبع مفید عام، ۱۳۰۱ھ)

ہم چھوٹے تھے تو سنا کرتے تھے کہ جب امام مہدیؑ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو بیک وقت کئی زبانوں میں گفتگو فرمائیں گے۔ آج یہ عقدہ کھلا ہے کہ MTA پر آٹھ زبانوں میں حضور کے خطبات اور فرمودات کا ساتھ ساتھ ترجمہ ہورہا ہوتا ہے۔

محترم مولوی عبدالوہاب حجازی صاحب

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۱۳/نومبر ۲۰۰۴ء میں مکرم سید سعیدالحسن صاحب اپنے دادا محترم مولوی عبدالوہاب حجازی صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ۱۸۸۷ء میں امرتسر کے ایک شیعہ گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی والدین طاعون سے وفات پاگئے تو آپ اپنی ایک بہن کے پاس آگئے جن کے خاوند فوج میں صوبیدار تھے۔ بہن نے آپ کا بہت خیال رکھا لیکن تعلیم و تربیت اہل تشیع کے انداز میں ہونے لگی۔ اُس محلّہ میں اہلحدیث کی ایک مسجد تھی جس کے امام کی تلاوت سے آپ بہت متأثر تھے اور آہستہ آہستہ اہلحدیث کے مسلک کی طرف مائل ہوگئے۔ جب بہن کو علم ہوا تو آپ پر سختی شروع ہوئی لیکن آپ نے گھر چھوڑ دیا اور مدرسہ اہلحدیث بھینی سے قرآن و حدیث کی سند لی۔ پھر مدرسہ غزنویہ امرتسر سے دور حدیث مکمل کیا اور دہلی سے مولوی فاضل کی سند لی اور سنسکرت اور گورمکھی پر عبور حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ کئی علوم میں اضافہ کیا۔ پھر امرتسر میں ایک مسجد کے خطیب اور منسلکہ مدرسہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ جلد ہی علمائے اہلحدیث میں ایک ممتاز مقام حاصل کرلیا۔ پاکستان بننے کے بعد لائلپور (فیصل آباد) آگئے اور نشاط ملز میں خطیب مقرر ہوئے۔

آپ صاحبِ کشف و رؤیا تھے۔ ایک بار کسی احمدی نے آپ سے اختلافی مسائل میں بحث کی اور آپ کے جواب نہ دینے پر حضرت مسیح موعودؑ کی اس تعلیم کا ذکر کیا کہ صداقت مسیح موعودؑ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کریں۔ چنانچہ آپ نے دعا شروع کردی۔ ہفتہ عشرہ میں آپ نے تین خواب دیکھے۔ دو خوابوں میں کسی بزرگ نے آپ کو قبول احمدیت کی تلقین کی اور بتایا کہ آپ کی عمر تھوڑی ہے۔ لیکن تیسری خواب میں قبولِ احمدیت کی بات نہ ماننے پر آپ کو دہشت ناک نظارہ دکھایا گیا۔ چنانچہ آپ اگلی صبح احمدیہ مسجد فیصل آباد پہنچ گئے۔ وہاں حضرت مصلح موعودؓ کی تصویر دیکھ کر آپ نے بتایا کہ خواب میں یہی بزرگ آئے تھے۔ کچھ دن بعد آپ کی اہلیہ نے بھی بیعت کرلی۔

قبول احمدیت کے بعد اگلے روز آپ نے اپنی مسجد کے سب نمازیوں کو اپنے قبول احمدیت سے آگاہ کیا اور انہیں دعوت الی اللہ کی۔ لیکن اس جرم میں آپ کو خطابت سے علیحدہ کردیا گیا اور مکان سے بھی بے دخل کردیئے گئے۔ چنانچہ آپ شہر سے دُور اپنی زمین پر ایک کچا مکان بنا کر اُس میں رہنے لگے۔ وہاں آپ کا معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا۔ آپ کو پانی دو فرلانگ دُور نہر سے لانا پڑتا۔ یہ وہی علاقہ تھا جس نے آپ کے ذریعہ اہلحدیث مسلک کو قبول کرتے ہوئے سنی عقائد چھوڑ دیئے تھے لیکن اب انہی کے بچے بڑوں کے کہنے پر آپ پر پتھر برساتے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ انہی تکلیف دہ حالات کے دوران میرا بڑا بھائی جو آپ کا اکلوتا پوتا تھا، بیمار ہوکر فوت ہوگیا تو سارے علاقہ میں خوشی منائی گئی کہ اب آپ کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔ آپ کو اس بات کا علم ہوا تو بڑے درد سے اللہ کے حضور لمبی دعا کی اور پھر اپنی بہو کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ بیٹی غم نہ کر، تجھے اللہ سات بیٹے دے گا۔ چنانچہ آج ہم سات بھائی احمدیت کی صداقت کے گواہ ہیں۔ اگرچہ آپ اپنی خوابوں میں بتائی ہوئی بات کے مطابق قبول احمدیت کے صرف تین سال بعد وفات پاگئے۔

کچھ عرصہ بعد تکلیف دہ حالات کے دوران ہی بعض افراد یہ معلوم کرنے کے لئے آپ سے ملے کہ آخر آپ کو کس چیز نے احمدیت کی طرف مائل کیا۔ آپ نے اُن کو دعوت الی اللہ کی جس کے نتیجہ میں جلد ہی تیرہ لوگ احمدیت کی آغوش میں آگئے۔

آپ کو خلافت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ آپ اردو اور پنجابی میں اشعار بھی کہتے تھے جو ۱۹۷۴ء کے فسادات کے دوران گھر نذر آتش ہونے کی وجہ سے ضائع ہوگیا۔

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۹/اگست ۲۰۰۴ء میں شائع ہونے والی مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی ایک نظم میں جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے دور و نزدیک سے آنے والے نوجوانوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس نظم سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

شدتِ گرمی میں یہ رونق ہے کیسی شہر میں
اجنبی چہرے ہیں ڈوبے عزمِ نو کی لہر میں
ہر برس ہو ان دنوں جب جامعہ کا داخلہ
وقف کا جذبہ لیے آتا ہے یاں یہ قافلہ
گلشن علم و ہنر میں رہ کے پورے سات سال
وقف کرنا جاں کا ہے ہاں واقعی کسب کمال
جو ہو صادق وقف میں ہے لاجرم وہ بے مثال

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday June 03, 2005 | Issue No. 22

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کینیا اور تنزانیہ (مشرقی افریقہ) میں مصروفیات کی مختصر جھلکیاں

سچے مذہب کی نشانی ہوتی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے معاشرے میں امن اور سلامتی پیدا ہوتی ہے۔ میرا پیغام امن اور ایک دوسرے سے محبت ہے۔ (کینیا کے نیشنل اخبار کے لئے انٹرویو)

تنزانیہ میں ورود مسعود، ائیر پورٹ پر والہانہ استقبال، خلیفۂ وقت سے محبت و فدائیت کے روح پرور نظارے

’’میں یہاں امن اور محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں‘‘

(ائیر پورٹ پر نیشنل ٹی وی کے نمائندہ کو انٹرویو)

کسی بھی جگہ خلیفۂ وقت کے جانے سے دنیا کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے باہمی محبت بہت زیادہ بڑھتی ہے۔ آج دنیا کو امن آپ کے ذریعہ ملنا ہے۔ پس اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کریں

احمدیہ پریس کا معائنہ۔ چلڈرن کلاس۔ فیملی ملاقاتیں۔ برونڈی، ملاوی اور زیمبیا کے وفود سے ملاقات اور اشاعت اسلام اور استحکام نظام سے متعلق اہم ہدایات

(رپورٹ:۔ عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

8/مئی 2005 بروز اتوار

نماز فجر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیہ مسجد نیروبی میں پڑھائی۔ آج کینیا کا دورہ مکمل ہونے کے بعد کینیا سے تنزانیہ کے لئے روانگی کا دن تھا۔

کینیا کے نیشنل اخبار کے لئے انٹرویو

مشن ہاؤس سے ائیر پورٹ کے لئے روانگی سے قبل ملک کے نیشنل اخبار STANDRAD کے نمائندہ حضور انور سے انٹرویو لینے کے لئے مشن ہاؤس پہنچے ہوئے تھے۔ حضور انور نے دفتر تشریف لا کر اس کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے اُن میں حضور نے فرمایا کہ میں پہلی دفعہ کینیا نہیں آیا بلکہ اس سے پہلے بھی آچکا ہوں۔ تاہم جماعت احمدیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت میں یہ میرا پہلا دورہ ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو پیغام جلسہ کی تقریر میں دے چکا ہوں۔ اگرچہ ان کو جو باتیں میں نے کہی ہیں وہ ساری کینین (KENEAN) قوم کے لئے بھی ہیں اور ان کا خلاصہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس کے بندوں کی بلا امتیاز خدمت کو اپنا شعار بنایا جائے۔ حضور انور نے فرمایا۔ اس کے لئے ہمارا سلوگن ہے جو تیسرے خلیفہ نے جماعت کو دیا تھا وہ یہ ہے "Love For All Hatred For None" اس کے بعد حضور انور نے نمائندہ کے ایک سوال پر اپنے غانا کے قیام کے دوران گندم اگانے کے تجربات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ دریائے وولٹا سے پانی حاصل کر کے (IRRIGATION) اریگیشن کی گئی اور گندم اگانے کا تجربہ کیا گیا جو کافی حد تک کامیاب ثابت ہوا۔ اس ضمن میں حضور انور نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ کینیا کی زمین بھی بڑی فرٹائیل (FERTILE) ہے۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کی نعمتیں عطا کی ہوئی ہیں۔ صرف محنت کی ضرورت ہے۔ آپ یہاں ساری فصلیں اگا رہے ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ کسانوں کو بینکوں کے ذریعہ SOFT TERM قرضے مہیّا کرے۔ اس طرح سے آپ لوگ اپنے اگریکلچر (AGRICULTURE) کو ترقی دے سکتے ہیں۔ لیکن نگرانی کا نظام بھی اس کے لئے ضروری ہے۔ اس طرح آپ AGRICULTURE کے میدان میں ترقی کر سکتے ہیں اور پھر آپ کی فصلیں آپ کی اپنی ضرورت کے لئے ہی نہیں بلکہ باہر ایکسپورٹ کرنے کے لئے بھی کافی ہوں گی اور اس کے لئے آپ لوگوں میں POTENTIAL موجود ہے۔ مثلاً آپ کے ہاں بڑی وافر مقدار میں گنا اگتا ہے۔ لیکن چینی آپ باہر سے منگواتے ہیں حالانکہ آپ کو گنا اگا کر چینی تیار کرنی چاہئے اور پھر اسے ایکسپورٹ بھی کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا اسی طرح گندم اور دوسری فصلیں بھی اگائیں اور سارے ایسٹ افریقن ریجن کو سپلائی کریں۔ اس کے لئے گورنمنٹ اور عوام الناس کو ایمانداری، دیانتداری اور محنت کی عادت اپنانی چاہئے۔

حضور انور نے اس نمائندہ کے ایک سوال کہ مذہب معاشرہ میں خرابیوں کا ذمہ دار ہوتا ہے، کے جواب میں فرمایا کہ کوئی مذہب دنیا میں خرابی پیدا نہیں کرتا بلکہ لوگوں کا طرز عمل ہوتا ہے جو نفرتیں پیدا کر کے مذہب کو بگاڑ دیتا ہے۔ اگر ہر کوئی اپنے اصل حقیقی مذہب پر عمل پیرا ہو اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے تو کبھی بھی وہ مذہب اس کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہی سچے مذہب کی نشانی ہوتی ہے کہ اس پر عمل کرنے سے معاشرے میں امن اور سلامتی پیدا ہوتی ہے، نہ کہ نفرتیں چلتی ہیں۔

حضور انور نے اسلام کی اس تعلیم کا بھی ذکر فرمایا جو دوسروں کے قصور، غلطیاں معاف کرنے اور عفو کا سلوک کرنے سے تعلق رکھتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انتقام اس سے زیادہ نہیں ہونا چاہئے جتنا کہ اُس پر ظلم ہوا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کا نمونہ اس ضمن میں ہمیشہ یہی رہا ہے کہ ظلم کرنے والوں کو معاف فرما دیا۔ اسلام کی تعلیم اوّل معاف کرنے، دوسرے اگر انتقام لینا ہی ہو تو صرف اتنا ہی انتقام لینے کی اجازت پر مشتمل ہے کہ جتنا اس پر ظلم ہوا ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکّہ کے موقع پر ان تمام ظلم کرنے والوں کو بھی معاف فرما دیا جنہوں نے مکّہ میں آپ پر ظلم ڈھائے تھے۔ آپؐ نے کسی سے بھی انتقام نہیں لیا۔

حضور انور نے کینیا میں آئندہ لوگوں کی خدمت کے لئے جماعت کی طرف سے جاری کی جانے والی سکیموں کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ ہم یہاں پرائمری سکول کھولیں گے اور میڈیکل کے لئے جو انفراسٹرکچر ضروری ہے وہ مہیّا کریں گے۔ مساجد ہم Remote ایریا میں بنا رہے ہیں جن سے انشاء اللہ لوگوں کی ہر طرح سے خدمت کی جائے گی۔ نمائندہ کے آخری سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا۔ میرا پیغام یہ ہے PEACE,PEACE,PEACE AND LOVE WITH EACH OTHER .

گیارہ بجکر 40 منٹ پر یہ انٹرویو ختم ہوا۔ اس کے بعد حضور انور دفتر سے باہر تشریف لائے اور ائیر پورٹ کے لئے روانگی سے قبل الوداعی دعا کروائی۔

نیروبی جماعت کے احباب مرد و زن صبح سے ہی مشن ہاؤس میں جمع ہونے شروع ہو گئے تھے۔ ان سبھی احباب نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے اور اپنے ہاتھ ہلا کر اپنے پیارے آقا کو الوداع کہا۔

پونے بارہ بجے قافلہ پولیس کے Escort میں ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہوا۔ 12:30 بجے حضور انور ائیر پورٹ پہنچے۔ ائیر پورٹ پر بھی احباب جماعت حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ احباب نے اپنے ہاتھ ہلا کر حضور انور کو الوداع کہا۔ السلام علیکم کی آوازیں ہر طرف سے آرہی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کے سلام کا جواب دیا اور پھر VIP لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ حضور انور کی ائیر پورٹ آمد سے قبل سامان کی بکنگ اور امیگریشن کی کاروائی مکمل ہو چکی تھی۔ سوا ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا جہاز میں سوار ہوئے۔ ایک بجکر تیس منٹ پر کینیا ایئر ویز کی فلائٹ KQ 0482 نیروبی کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ سے دارالسلام (تنزانیہ) کے لئے روانہ ہوئی۔

حضور انور کے کینیا میں دس روزہ قیام اور سفروں کے دوران حکومت کی طرف سے پولیس کا سکواڈ مہیّا کیا گیا جس نے تمام سفروں میں حضور انور کے قافلہ کو Escort کیا۔ سپریٹنڈنٹ پولیس ANNE KMAU اس سارے سفر میں اپنی پولیس فورس کے ساتھ قافلہ کے ساتھ رہیں۔ جب حضور انور نیروبی سے ممباسہ BY AIR تشریف لے گئے تو یہ سپریٹنڈنٹ پولیس بھی اس جہاز میں ساتھ گئیں اور ممباسہ پہنچتے ہی ائیر پورٹ سے اپنی پولیس فورس کے ساتھ قافلہ کو Escort کیا۔

حضور انور کے کینیا میں قیام اور سفروں کے دوران درج ذیل احباب کو حضور انور کی گاڑی ڈرائیو کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

1۔ مکرم ظفر اللہ خان صاحب نائب امیر جماعت کینیا

2۔ مکرم مبارک احمد شاہ صاحب

3۔ مکرم عبدالعلی چیمہ صاحب ابن مکرم وسیم احمد چیمہ صاحب امیر جماعت کینیا۔

4۔ مکرم شکیل احمد شاہ صاحب

دارالسلام تنزانیہ میں حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ورود مسعود

کینیا ائیر ویز کی پرواز 1:30 بجے نیروبی سے روانہ ہو کر ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد 2:30 بجے دارالسلام انٹرنیشنل ائیر پورٹ پر اتری اور حضور انور کے مبارک قدم پہلی بار تنزانیہ کی سرزمین پر پڑے۔ ائیر پورٹ پر VIP لاؤنج میں مکرم امیر صاحب تنزانیہ، نائب امیر صاحب تنزانیہ اور گورنمنٹ تنزانیہ کی طرف سے ڈپٹی میئر آف دارالسلام سٹی HANZURMNI نے حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کی تنزانیہ آمد پر حکومت تنزانیہ کی طرف سے خوش آمدید کہا۔ اور نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ سپیکر نیشنل اسمبلی HON.Pivs Msecwa سفر پر جانے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں